خدام الدین

ہفت روزہ

لاہور
پاکستان

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر
مجاہد الحسینی

۱۹ صفر المظفر ۱۶ اپریل
۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان غربی

ھدیہ ۳۵ پیسے

خدا کا خوف ◎ لوگوں کی حالتوں میں تبدیلی

مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے - لاہور

خدا کے خوف سے زیادہ رونا اور کم ہنسنا

عن ابی ہریرۃ قال قال ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لو تعلمون ما اعلم لبکیتم کثیرا و لضحکتم قلیلا - (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں۔ البتہ تم زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے +

جانوروں پر ظلم کا عذاب

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی النار فرأیت فیہا امرأۃ من بنی اسرائیل تعذب فی ہرۃ لہا ربطتہا فلم تطعمہا ولم تدعہا تاکل من خشاش الارض حتی ماتت جوعا ورأیت عمرو بن عامر الخزاعی یجر قصبہ فی النار وکان اول من سیب السوائب - (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے دوزخ دکھلائی گئی۔ میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جو بلی کے سبب سے عذاب پا رہی تھی جسے اس نے باندھ رکھا تھا۔ نہ اسے خود کچھ کھلایا اور نہ اسے کھلا چھوڑا کہ کھائے حشرات الارض سے یعنی چوہے وغیرہ یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ اور میں نے عمرو بن عامر الخزاعی کو دیکھا اپنی انتڑیاں دوزخ میں گھسیٹ رہا تھا یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر جانوروں کو آزاد کرنے کی رسم ڈالی تھی۔

اللہ تعالٰے بحیثیت خالق ہونے کے ساری مخلوقات پر مہربان ہے۔ لہٰذا خلاف قاعدہ اس کی کسی مخلوق پر بھی ظلم کیا جائے، خواہ مخلوق بے زبان ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالٰے اس کے دل کی آہ سن کر ظالم سے بدلہ لے لیتا ہے + (حضرت شیخ التفسیرؒ)

دنیا میں عذاب آئے تو سب مبتلا ہو جاتے ہیں

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انزل اللہ بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیہم ثم بعثوا علی اعمالہم - (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالٰے کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے جو ان میں موجود ہوتا ہے، سب پر عذاب آتا ہے پھر قیامت کے دن اپنے اعمال کے لحاظ سے اٹھائے جائیں گے +

قانون الٰہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام دنیا میں ہوتے تھے تو ان کی معرفت اللہ تعالٰی اپنے نیک بندوں کو مطلع کر کے عذاب سے بچا لیتا تھا۔ اب جبکہ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ اس لیے وہ حتمی اور قطعی اطلاع تو آ نہیں سکتی۔ اب بروں کے ساتھ اچھے بھی عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (حضرت شیخ التفسیرؒ)

خاتمے کی حالت پر قیامت کے دن اٹھایا جانا

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعث کل عبد علی ما مات علیہ (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن ہر انسان کو اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر وہ مرا تھا +

یعنی ایمان یا کفر یا نفاق یا کسی گناہ میں مبتلا ہونے یا کسی نیکی کے کام میں حصہ لینے غرضیکہ جس حالت میں مرا تھا اسی حالت میں اُٹھے گا + (حضرت شیخ التفسیرؒ)

لوگوں کی حالتوں کا بدل جانا

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الناس کالابل المائۃ لا تکاد تجد فیہا راحلۃ (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوائے اس کے نہیں کہ لوگوں کی مثال سو اونٹ کی سی ہے کہ تو ان میں ایک بھی سواری کے قابل نہیں پائے گا۔

یعنی شکل میں تو سب آدمی ہیں مگر اوصاف انسانیہ سے متصف سو میں سے ایک بھی مشکل ملے گا جو خالق اور مخلوق کے حقوق پورے طور پر ادا کرنے والا نظر آئے۔ (حضرت شیخ التفسیرؒ)

◎

نام ونمود و جاہ و نسب ہیں تمام ہیچ
انساں سب اپنے حسن عمل سے ہیں ارجمند
ہر عزت و شرف کا ہے تقوے پہ انحصار
جھکتا ہے جو حضور خدا وہ ہے سربلند
(خلیق قریشی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۹ رصفر المظفر ۱۳۹۱ھ
۱۶ ر اپریل ۱۹۷۱ء

جلد ۱۶
شمارہ ۴۵

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

مدیر
مجاہد الحسینی

مخالفانہ تنقید سے اجتناب کا مشورہ

تعمیری اور مفید تجاویز پیش کرنے کی ضرورت

چند روز گذرے جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز راہنما حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے ایک اخباری بیان کے ذریعہ تمام سیاسی رہنماؤں سے اپیل کی تھی کہ وہ ملک کے موجودہ حالات کے پیش نظر ایک دوسرے کیخلاف بیان بازی اور ناروا تنقید سے اجتناب کریں اور نئے نئے مسائل پیدا کرنے سے احتراز کریں جو قوم اور ملک کی مشکلات میں اضافے کا موجب بنیں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی نے ذی صلاحیت حضرات سے اپیل کی تھی کہ وہ ارباب حکومت سے تعاون کر کے ملک کا سنگین بحران دور کرنے میں عملی تعاون کریں اور اب نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما خان عبد الولی نے کہا ہے کہ اس وقت جب کہ ہندوستان کی مسلح بغاوت نے ملکی سالمیت کے لئے سنگین خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ بعض اقتدار پرست سیاست دان اپنے سیاسی حریفوں پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ حالانکہ مکمل قومی اتحاد وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حب الوطنی پر کسی خاص جماعت یا فرد کی اجارہ داری نہیں۔ اس سنگین قسم کے بحران کے موقع پر ہمیں غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

ان رہنماؤں نے برمحل بات کہی ہیں اور ان کا مشورہ صائب ہے۔ سیاست دانوں کو سیاسی زور آزمائی اور دوسروں پر اپنی جماعت کے تفوق و برتری کا رعب جمانے سے اب تو باز آجانا چاہیئے۔ یہ وقت نہایت سنگین اور خطرناک ہے۔ بھارت پاکستان دشمنی میں اندھا ہو چکا ہے اور وہ داخلی و خارجی اعتبار سے پاکستان کا وقار ختم کرنے کے لئے ناپاک سازشوں میں مصروف ہے۔

سیاست دانوں کا ملّی اور ملکی فرض ہے کہ وہ اس نازک مرحلہ میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو پاکستان کے تحفظ و بقاء اور ملت اسلامیہ کی سربلندی و سرفرازی کے لئے وقف کر دیں ملک کا بحران دور ہونے کے بعد سیاسی اکھاڑے میں زور آزمائی کا موقع دیا جائے گا۔ لیکن خدا کے لئے اس وقت ایک دوسرے پر بے جا تنقید کرنے، اپنے وقار کی خاطر دوسروں کو ذلیل و رسوا کرنے اور ان کے خلاف تہمت بازی [illegible] اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور اگر سیاست دان اپنے طرز عمل میں تبدیلی پیدا نہ کریں تو صدر مملکت [illegible] کو خصوصی احکام کے تحت دوسروں کی عیب جوئی [illegible] اتہام طرازی، اور فضول نکتہ چینی کی ممانعت کر کے اصلاحی اور تعمیری انداز اختیار کرنے کی ہدایت جاری فرما دینی چاہئیں۔

سیاست دانوں اور قومی رہنماؤں کو چاہیئے کہ وہ موجودہ سیاسی، اقتصادی اور سماجی و معاشرتی بحران کے خاتمے کے لئے ارباب حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی بہترین صلاحیتوں اور وسیع تجربات سے ملک و ملت کو بہرہ ور کریں۔

آزاد کشمیر میں جمعہ کی سرکاری تعطیل

آزاد کشمیر کی کابینہ نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ کو ہوا کرے گی۔ یہ فیصلہ دانش مندانہ اور اسلامی روایات کے تحفظ کے لئے ایک لائق تحسین اقدام ہے۔

حکومت پاکستان کو بھی چاہیئے کہ عوام کی دیرینہ خواہش اور ایک اسلامی مملکت کے تقاضا پورا کرتے ہوئے اتوار کی بجائے سرکاری تعطیل کا دن جمعۃ المبارک قرار دیں۔ اس طرح دوسرے اسلامی ملکوں کے ساتھ تعطیل میں مماثلت پیدا ہو گی۔ اور ایک مبارک دن کی چھٹی اہل اسلام کے لئے وجہ افتخار بھی ہو [illegible]

عیسائی مشنری اداروں کے متعلق رپورٹ

محبان پاکستان کے داعی حکیم آفتاب احمد قرشی نے حکومت سے اپیل کی ہے [illegible] غیر ملکی مشنری اداروں کے زیر انتظام چلنے والے تعلیمی اداروں کے متعلق [illegible] کی رپورٹ شائع کی جائے اور کمیٹی [illegible] سفارشات پر مؤثر عمل درآمد کیا جائے [illegible] عیسائی مشنری ادارے ہماری اسلامی تہذیب و تمدن کو گھن کی طرح [illegible]

ہ و برباد کر رہے ہیں۔ ملک کے حالات کا تقاضا یہ ہے کہ غیر ملکی اداروں اور ملک و دشمن طاقتوں سے بہت جلد چھٹکارا حاصل کر لینا چاہیے، اور عیسائی مشنری اداروں کی جگہ اسلامی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

عربوں کی تضحیک

شاہراہ قائداعظم کے ایک اعلیٰ ہوٹل میں ہفتے کی رات کو رقص و سرود کا ایک پروگرام ترتیب دیا گیا جس میں روایتی اسلامی لباس اور عرب ثقافت کا مذاق اڑانے کی مذموم کوشش کی گئی۔ اس پروگرام کا اہتمام یونائیٹڈ کرسچین ہسپتال کے لیے چندہ جمع کرنے کے نام پر کیا گیا تھا — اس تقریب میں حصہ لینے والے ہپیوں اور شراب پیش کرنے والے ساقیوں نے عربوں کا روایتی لباس پہن رکھا تھا اور عقال (سر پر باندھنے والا رومال) میزپوش کے طور پر استعمال کر رہے تھے۔ پورے ناچ گھر کا ماحول عربی تھا اور اس منظر کو حقیقی بنانے کے لئے دو اونٹ بھی لائے گئے تھے۔ صوبائی دارالحکومت میں مقیم عرب طلبہ کو جب اس ہنگم ناچ کا علم ہوا تو وہ احتجاج کے لیے ہوٹل پہنچے، اور انہوں نے عربوں کے قومی لباس کے نازیبا استعمال پر شدید اعتراض کیا۔ اس پر ہنگامہ ہوا جو خاصی دیر جاری رہا۔ اس تقریب میں حصہ لینے والوں نے عرب ملبوسات بھی اتار دیے اور اونٹ بھی واپس بھیج دیے۔ فلسطین کی انقلابی کونسل کے رکن عوامی محاذ کے نمائندوں کا کہنا ہے کہ بعض مغربی ملکوں کے یہود نواز عناصر نے امریکہ، مغربی جرمنی اور دوسرے مغربی ملکوں میں بھی پچھلے سال اس قسم کی تقریبات منعقد کی تھیں اور ان کا مقصد اسلامی طرز زندگی اور ثقافتی اقدار کی توہین اور مسلمانوں کی تذلیل کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہ امر ڈھکا چھپا نہیں کہ مغربی ممالک کے یہود نواز عناصر مسلمانوں کی توہین و تذلیل کے لیے مختلف اوقات میں مختلف حربے استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور اپنی اس مذموم روش میں وہ اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ انہیں اب پاکستان جیسے ملک میں جو ایک مسلم مملکت ہونے کے علاوہ عربوں کا سب سے بڑا دوست ہے اس قسم کا اشتعال انگیز پروگرام پیش کرنے کی جرأت ہوئی ہے۔ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کی توہین آمیز سرگرمیوں کا سختی سے محاسبہ کرے اور خاص طور پر امریکی سفارت خانے کو متنبہ کرے کہ وہ اپنے شہریوں کو اس قسم کی اشتعال انگیز حرکات کے ارتکاب سے روکے ورنہ ان کے سنگین نتائج کی ذمہ داری سرتاسر ان لوگوں پر ہو گی جو ناچ گانے کے پروگرام کی آڑ میں دوسروں کے قومی لباس اور ثقافتی اقدار کی توہین و تذلیل کرنے سے بھی باز نہیں رہتے۔ (امروز لاہور)

خطبۂ جمعہ

از: حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری خلیفۂ مجاز حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ: محمد عثمان غنی

زہد سنّت الانبیاءؑ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ (الاحزاب ۲۱)

ترجمہ: تمہارے لیے رسولؐ میں اچھا نمونہ ہے۔

انسان دنیا میں بڑے بڑے افسروں اور بڑے بڑے دنیا داروں کی محبت اور ان کا قرب تلاش کرتا رہتا ہے کہ کسی تدبیر سے ڈپٹی کمشنر سے تعلقات بن جائیں، کمشنر کا مقام بڑا اونچا ہے، اس کا قرب حاصل ہو جائے، اور اگر گورنر سے تعلقات بن جائیں تو کیا کہنے، اور اگر صدر تک رسائی ہو جائے تو ماشاء اللہ — تو دنیا میں بڑی بڑی شخصیتوں کا قرب تلاش کیا جاتا ہے لیکن ساری بڑائی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اور اس نکتہ پر عمل کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن سکتا ہے فرمایا۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ، اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو آپؐ فرما دیں اگر تمہارے دلوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت ہے تو پھر اس محبت کے بعد پروگرام یہ ہونا چاہیے کہ فَاتَّبِعُوْنِیْ میرا اتباع کرو، میری فرمانبرداری کرو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ۵ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ محبت کرے گا، خدا ہوگا محب اور تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ جب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اور خدا تم سے پیار کرے گا تو اس کا ایک نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری پچھلی خطائیں، چھوٹے بڑے گناہ، شرک، کفر اور دیگر جرائم خدا معاف کر دے گا وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۵ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ غفور ہے اور رحیم ہے۔ غفور اور رحیم دو لفظ کیوں آئے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے گا اور وہ مغفرت صرف دنیا کی زندگی تک محدود نہیں رہے گی۔ بلکہ موت کے بعد قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے تو وہاں بھی مغفرت کے اثرات ہوں گے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے اثرات ہوں گے۔

تلاوت کردہ آیات میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ حضور علیہ السلام کی پاک زندگی

نہایت ہی مکمل اور نہایت ہی جامع نمونہ ہے۔ ہر انسان کے لیے نمونہ ہے۔ وہ انسان اکیلا ہو یا اجتماعی زندگی ہو۔ وہ معمولی حیثیت کا مالک ہو یا حکمران ہو یا صدرِ مملکت ہو۔ سیرت اتنی مکمل ہے کہ خطیب کے لیے بھی نمونہ ہے، امام مسجد کے لیے، مصلے پر کھڑے ہونے والوں کے لیے بھی نمونہ ہے۔ خاوندوں کے لیے بھی نمونہ ہے کہ بیویوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں۔ حکمران کے لیے بھی نمونہ ہے کہ رعایا کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے۔ سفر میں اپنے رفقاءِ سفر کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے، دولتمند کے لیے کہ وہ غرباء کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے اور غریب کے لیے کہ غربت اور فقر کے زمانے میں وہ کیسی زندگی بسر کرے، عورتوں کے لیے کہ وہ مظلومیت اور بیکسی میں کس طرح اپنی زندگی کے دن پورے کریں۔ گرمیوں اور سردیوں میں نماز کی پابندی گھر میں کیسی ہو، سفر میں کیسی ہو، بیماری میں نماز باجماعت کی۔ غرض زندگی کے ہر گوشے میں حضور رسالت مآب علیہ السلام کی حیاتِ طیّبہ ایک کامل نمونہ ہے۔

حضور علیہ السلام کی صفتوں میں سے ایک صفت ہے زُہد ـــــ زُہد کا معنیٰ کیا ہے؟ عیش و آرام کا سامان موجود ہو، دولت بہ افراط جمع کی جا سکتی ہو، لیکن انسان سفرِ آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کی رضا کے لیے اُس آنے والی دولت کو سمیٹنے سے کنارہ کشی اختیار کرے اور جو آ جائے تو قارون کی طرح خزانہ بنا کر نہ رکھے، فرعون کی طرح عیش پرستی کا سامان نہ بنائے بلکہ اللہ کی رضا کے لیے خدا کی مخلوق میں بانٹ کر اس کو ختم کر دے۔ اس زُہد کا نہایت ہی خوبصورت اور نہایت ہی مکمل نمونہ حضرت رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس برس کی عمر میں چالیس برس کی خاتون سیدۃ النساء حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو وہ خاتون مکہ مکرمہ میں بہت بڑے دولت مندوں اور اونچے درجے کے مالداروں میں شمار کی جاتی تھی۔ اس وقت اُن کے پاس ایک لاکھ روپیہ نقد موجود تھا۔ اس مقدس خاتون نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گزارش کی کہ حضورؐ! میں بھی نکاح کے ذریعے سے آپؐ کی ہو چکی ہوں۔ اور جو کچھ میری مِلک ہے یہ بھی آپؐ کا ہے۔

اب حضور علیہ السلام کی غربت جو وراثت میں آئی تھی وہ ختم ہو گئی۔ اسی طرح ابو الصدّیقین، سیّد الصدّیقین، حضرت ابوبکر صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۲۶ برس کی عمر میں جب اسلام قبول کیا تو جو کچھ نقد موجود تھا وہ بھی حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اُن کے پاس بھی چالیس ہزار دینار یعنی ایک لاکھ روپیہ نقد موجود تھا۔ اب حساب تو آپ جانتے ہیں۔ تقسیم کر لیں دو لاکھ کو۔ اگر تیرہ پر تقسیم کیا جائے تو سالانہ کتنی رقم بنتی ہے؟ تیرہ برس مکہ مکرمہ میں ٹھہرے تو اس دو لاکھ روپے میں سے نہ تو کوئی مکان بنایا، نہ کوئی بلڈنگ تیار ہوئی، نہ کوئی باغ لگایا گیا، نہ کوئی تجارتی فرم چلائی گئی۔ نہ کوئی کارخانہ کھول کر اسے بڑھانے کی سکیم تیار کی گئی۔ یہ دو لاکھ روپیہ تیرہ برس کے اندر غریبوں میں، غلاموں کی آزادی میں، بھوکوں کے فاقے کے علاج میں اور برہنہ بدن لوگوں کے لباس میں، آنے جانے والے مسافروں کی مہمان نوازی میں خرچ ہؤا۔ یہ ہے زہدِ پیغمبرانہ ـــــ اس زہد کی مثال دنیا کے کسی حکمران کی سیرت میں نہیں مل سکتی۔ جب مکہ مکرمہ سے روانگی کا وقت آیا تو جو کچھ موجود تھا وہ مدینے شریف لے گئے اور اس سے مسجدِ نبوی کا رقبہ خرید لیا گیا اور حُجرات بنائے گئے۔ تیرہ برس میں دو لاکھ روپیہ بڑھانے کی بجائے ختم کر دیا گیا۔

سلطان الاولیاء حضرت شیخ التفسیر نوّر اللہ تعالےٰ مرقدہٗ درس میں اور مجالس میں فرمایا کرتے تھے کہ "بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد" میوے سے
میوے کا رنگ لیتا یہ تھا کہ حض
آپؐ کی ذات سے آپ کی بیٹیو
کی طرف منتقل ہؤا، بیویوں کی ط
منتقل ہؤا، صحابہؓ کی طرف منتقل
اب نمونہ دیکھیے کہ اصل سے
رنگ منتقل ہؤا تو دوسری منزل
پہ رنگ کیسا چڑھا؟

ایک صحابی ہیں حضرت مصعب
عُمیرؓ۔ مکہ مکرمہ کے رہنے والے
قوم قریش سے تعلق ہے۔ مال
کے نازپروردہ بیٹے تھے۔ جب
بدلتے تھے تو اس زمانے کے حسا
کے مطابق دو سو روپے کا لباس
کے بدن پر ہوتا تھا آج اگر
لباس ہو تو اللہ جانے ایک ہز
اس کی قیمت بنے۔ وہ دو
روپے کا لباس پہن کر عربی
گھوڑے پر سوار ہوتے تھے
کے لیے جب چلتے تھے تو دا
بائیں پیچھے غلام چلتے تھے، جلو
غلام چلتے تھے لیکن جب اس
قبول کیا اور ہجرت کر کے مدینہ
پہنچے تو جو لباس زیب تن
رکھا تھا اُس پر پیوند لگے
تھے ـــــ یہ کیا ہے؟ حضورؐ کے
کا رنگ ایسا چڑھا کہ اس د
کے آرام کو دین کی محبت میں چھ
دیا اور جب ان کی وفات
تو حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ
وسلم کی آنکھیں پُرنم تھیں۔
اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے
رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم)
ان کی جدائی پر فرمایا کہ یہ
ناز پروردہ اور دولت مند گھرانے
نورِ نظر ہے جو دو سو کا لباس
کر سیر کے لیے جایا کرتا تھا
اب چند برس کے بعد یہ کیفیت
ہے کہ کفن کا کپڑا اتنا ہے
اگر پیروں کی طرف کریں تو
ننگا رہتا ہے اور اگر سر کی ط
کریں تو پیر ننگے رہتے ہیں۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہ کے
بھائی ہیں حضرت جعفر طیار رضی
تعالےٰ عنہ، اُن کے بیٹے حضرت
عبداللہ بن جعفر کا ذکر ہے
مدینہ عالیہ میں لشکر کا ایک قا
آیا۔ اتفاق ایسا ہؤا کہ جب

شکر منڈی میں پہنچی تو نرخ گر گیا۔ اب سوداگر رو رہے ہیں کہ کچھ کمانے کی بجائے کچھ دے کر چلے ہیں۔ اس پریشانی کے عالم میں قافلے کی ساری شکر اور کتنے ہی لدے ہوئے اونٹ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے مناسب نفع دے کر خرید کر لئے تاکہ یہ لوگ خسارے سے بچ جائیں، ان کے آنسو خشک ہو جائیں اور دل کی پریشانی خوشی سے بدل جائے۔ مدینہ عالیہ کے غرباء میں وہ ساری شکر مفت تقسیم کر دی ؎

سروری در دین ما خدمت گری ست
عدلِ فاروقی و فقرِ حیدری ست

وہ دوسروں کی غربت کا علاج اس طرح کرتے تھے کہ خود بھی غریب بن جاتے تھے۔ لیکن آج ہم بینکوں میں جمع کرتے ہیں، ملوں والے، فرموں والے اور کرسی نشین سب کے سب حبّ مال میں گرفتار ہیں۔ تنخواہ پر گزارہ نہیں ہوتا۔ ہر آنے والے کی جیبیں ٹٹولتے ہیں، اُن کی جیبیں جھانک کر دیکھتے ہیں گویا ان سے کوئی قرض لے چکا ہے۔ اور وہ مقروض مفرور رہا۔ آج ہمتے بیٹھا ہے تو بیچ کر کیوں جاتے ؎

دیکھتے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ہاں ایک مہمان آیا۔ جنابؓ نے فرمایا کہ آج میرے ہاں روٹی کھانا۔ وہ تھا کوئی سلطنت کا بڑا رکن۔ جیسے کمشنر یا ڈپٹی کمشنر، بہرحال بڑی اونچی پوسٹ تھی۔ تو وہ خوش ہوا کہ امیرالمومنین کے ہاں کچھ اچھا ملے گا، رنگ برنگے کھانے ہوں گے ـــ حضرت امیرالمومنین علی المرتضیٰؓ کسی ضرورت کے لیے بیٹھک سے تشریف لے گئے۔ اُس نے دیکھا کہ ایک گتھلی پڑی ہوئی ہے اور اس پر سیل لگی ہوئی ہے۔ وہ حیران ہوا کہ یہ کتنی قیمتی چیز ہے جس کو باندھنے کے بعد سیل بھی کر دیا ہے ـــ جب امیرالمومنینؓ واپس تشریف لائے تو دریافت کیا کہ حضرت! یہ کیا چیز ہے۔؟

فرمایا۔ یہ جَو کے ستّو ہیں۔ کہنے لگا یہ جَو کے ستّو اور اتنی احتیاط؟ فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ آتے ہیں تو وہ زیتون کا تیل ملاتے ہیں اس لئے باندھ رکھا ہے تاکہ ملاوٹ سے بچی رہے ؎

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

سراجُ اہل الجنۃ حضرت امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک آدمی آیا کرتا تھا زیارت کے لیے۔ دیر تک بیٹھا رہتا تھا مجلس میں فیضیاب ہونے کے لیے، لیکن اُس کی عادت تھی کہ جب کھانا کھانے کا وقت ہوتا تھا اور سمجھتا تھا کہ اب حضرت فاروق اعظمؓ کھانا کھائیں گے تو آہستہ، اجازت لیے بغیر چلا جاتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ جب کھانے کا وقت آتا ہے تو تم دبے پاؤں اور بلا اجازت چلے جاتے ہو؟ کہنے لگا کہ حضور! سچی بات کہوں غلط بیانی کی کیا ضرورت ہے۔ میرے گھر اچھا کھانا پکتا ہے اور آپ کے ہاں جو کھانا ہے وہ نہایت خشک قسم کا ہوتا ہے اس لیے خشک کھانے سے میں اپنے گھر جا کر کھانے کو ترجیح دیتا ہوں۔ فرمایا اگر میں چاہوں تو روزانہ نرم قسم کا دنبہ ذبح کراؤں اور بہترین قسم کا زیتون استعمال کروں اور میٹھے کھانے میں بھی کوئی بہترین قسم تیار کراؤں لیکن میں نے اللہ کے حضور میں جواب دینا ہے۔ یہ ملک کی دولت میرے پاس امانت ہے، یہ ملک اور قوم کی ضرورتوں کے لیے ہے۔ میرے عیش و آرام کے لیے نہیں ہے ـــ یہ زُہد تھا حضرت فاروق اعظمؓ کا۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے وفات کے وقت اپنی تنخواہ کے متعلق فرمایا۔ کہ تیس روپے تقریباً ماہانہ میں لیا کرتا تھا اور اب موت کے بعد میری سابقہ جو کمائی ہے اُس میں سے اس تنخواہ کی رقم کو واپس کر دینا تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہ نہ فرمائے کہ تو نے پیسے زیادہ لیے تھے اور کام تھوڑا کیا تھا ـــ تو اب آپ حساب لگا لیں جتنا کام ہوا گویا وہ مُفت ہوا۔

حضرت امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً دس برس سے کچھ اوپر خلافت کے فرائض انجام دیے اور وصیّت فرمائی کہ میری وفات کے بعد میری پہلی جو جائیداد ہے وہ بیچ کر جو میری خلافت کے زمانے کی تنخواہ بنتی ہے بیت المال میں واپس کر دینا کیونکہ صدیقؓ نے اپنی سیرت میں یہ نمونہ پیش کیا تھا۔ حضرت امیر عمرؓ کا مکان بیچا گیا اور اس رقم میں سے بیت المال میں تنخواہ کی جتنی رقم بنتی تھی واپس کر دی گئی۔

حضرت امیر عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ سال کچھ نہیں لیا اور بلا معاوضہ کام کرتے رہے ـــ اُن لوگوں کو شرم کرنی چاہیے جو طعن و تشنیع کرتے ہیں حضرت عثمانؓ پر، خدا سے ڈریں، قیامت کے دن ہتک عزت کا دعویٰ ہوگا۔ ایسے لوگ جو صحابہ کرامؓ پر زبان درازی کرتے ہیں وہ سب اس جرم میں خدا کے ہاں عدالت کے کٹہرے میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنے ہوئے پیش ہوں گے۔ صحابہ کرام خدا کے دین کے محافظ تھے، وہ دین کے روشن مینار تھے۔ وہ حضورؐ کی ساری زندگی کی کمائی اور سرمایہ تھے۔ اس لیے اگر ہم اُن کے لیے اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنی زبانوں اور قلموں کو تو روکے رکھیں۔

سلطان الاولیاء حضرت شیخ التفسیرؒ عمرے سے تشریف لائے۔ میں قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے فرمایا۔ کہ کھانا دُکان سے نہ کھانا، میں گھر سے بھیجوں گا اور پھر فرمایا کہ ہمارے گھر میں ساگ پکا ہے اور اماں جان نے تیل کا تڑکا لگایا ہے کیونکہ گھی گھر میں نہیں تھا۔ میرا یہ مقصد نہیں کہ حضرتؒ گھی نہیں استعمال فرماتے تھے یا اُن کے لیے ممنوع تھا۔ نہیں، سادگی یہ تھی کہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مجلس ذکر

الحب فی اللہ

از: حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری مدظلہ خلیفۂ مجاز حضرت شیخ التفسیرؒ ــــ مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:۔

ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَۃَ اَنْ تَاْتِیَھُمْ بَغْتَۃً وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ٥ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ٥ یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ٥ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ٥ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ تُحْبَرُوْنَ ٥

(الزخرف ۶۶ تا ۷۰)

ترجمہ: کیا وہ قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ان پر یکایک آ جائے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے مگر پرہیزگار لوگ (کہا جائیگا) اے میرے بندو! تم پر آج نہ کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہوگے۔ جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار تھے تم اور تمہاری بیویاں خوشیاں کرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

معزز حاضرین! جو معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں اُن کا عنوان ہے اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ ط یعنی محبت دنیاوی غرض اور دنیوی مفاد کے لیے نہ ہو بلکہ محبت کی بنیاد ہو اللہ کا نام خدا کا دین اور خدا کی عبادت۔ صرف اللہ کی رضا مقصود ہو۔۔۔ دنیا مٹنے والی ہے اس لیے دنیاوی مفادات بھی مٹ جائیں گے۔ اللہ کا نام ہمیشہ باقی ہے۔ خدا کے دین پر چلنے والوں کے اثرات اور نتائج ہمیشہ باقی رہتے ہیں اس لیے قیامت خدا کا نام ہوگا اور خدا کی رضا کے لیے جو عمل کیے گئے ہوں گے ان کی جزا کا موقع ہوگا اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی محبت کی بنیاد خدا کی ذات کی رضامندی کو قرار دیں اور دنیا کے مفاد کو دوسرے نمبر پر چھوڑ دیں۔

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے ہاں جب حاضری ہوگی تو اس وقت کے متعلق اعلان ہے کہ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ۔۔ کہ جن محبتوں کی بنیاد دنیا اور دنیا کے مفاد پر تھی وہ محبتیں ختم ہوکر عداوت کے ساتھ بدل جائیں گی۔ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ٥ سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے محبت کی بنیاد تقویٰ للٰہیت، خداپرستی اور رضائے الٰہی پر رکھی، وہ محبتیں باقی رہیں گی۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ٥ جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد فرمانبرداری کا پروگرام رکھا، صرف ایمان پر ہی قناعت نہیں کی بلکہ ایمان کے ساتھ عملاً اور اعتقاداً بھی اُس کے مطابق رہے تو اُن لوگوں کے لیے یہ بشارت ہے کہ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ، جنت کے اندر عزت اور آرام کے ساتھ پہنچ جاؤ۔

یہ خوشخبری کن کو دی جا رہی ہے؟ جن کی محبت کی بنیاد خدا کے دین اور تقویٰ پر تھی، اور یہ خدا کا پیغام غم اور حزن کو ہٹانے والا کون دے رہے ہیں؟۔۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔ تو بھیجنے والا اللہ تعالیٰ پہنچانے والے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) اب بات قطعی ہوگئی کہ اللہ کے نام کی محبت کے اثرات اور ثمرات لازوال ہیں اور اس کے نتائج نہایت خوشگوار ہیں یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْ آج کے دن تمہارے لیے کوئی خو نہیں ہے۔ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ اور نہ تمہیں فیصلہ سننے کے کوئی اچانک ایسی خبر آئے گی کہ تو نہیں تھا مگر اچانک سنا اور میں مبتلا ہو گئے، یہ بھی نہیں ہو

ایمان اور اسلام کا مرکز حضر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم بھی وہاں سے سیکھنا ہے او عمل کا طریقہ بھی وہیں سے حا کرنا ہے۔ اس لیے اللہ تعالےٰ نے فرمایا: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ ا فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ آل عمران (۳) کہ اگر انسان کے میں اللہ تعالےٰ کی محبت ہے ہونی چاہیے، حقیقی محبت، اصلی محب تو ہے خدا کی۔ جس کی کئی وجوہا ہیں۔ بیٹے کے ساتھ محبت ہے اس لیے بھی کہ یہ بیٹا ہے اس لیے بھی محبت ہے کہ یہ ہی خوبصورت ہے، بڑا ہی ہے۔ اگر خدا نہ کرے یک چشم تو محبت کے اندر کمی ہوتی ہے اگر بہرا پیدا ہو تو اتنی محبت ہوتی۔ یعنی جتنا بھی پیدا ہو ہی محبت کم ہوتی ہے اور جت حسن ہو، جسم کے کل پرزے ہوں اور بے عیب ہوں اتنی ہی کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔ تو ہونے کی وجہ سے ایک محبت بے داغ جسم ہونے کی وجہ محبت کے اندر قوت زیادہ، اور بے داغ جسم ہو لیکن بیمار ہو بیٹے تو محبت کم لیکن پارہ صحت اچھی تو محبت زیادہ اور جب بولنے چالنے لگے، میٹھی باتیں کرنے تو محبت اور زیادہ ہم پڑھانا چاہتے ہیں اور وہ میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی ہے تو محبت بڑھتی گئی۔ اسباب کی بنیاد پر محبت گھٹتی ہے اور بڑھتی بھی ہے۔ تو اللہ

ساتھ محبت سب سے زیادہ نا چاہیے ۔ اس لیے کہ وہ ہمارا ہے ، ہم نہیں تھے اور اس پیدا کیا اور اس لیے بھی کہ ہمارا مربی ہے ، ہم پھلنے پھولنے محتاج تھے ، اس نے ہماری یت کی اور ہماری پرورش کے جو چیزیں چاہئیں تھیں وہ بدرجۂ پیدا کر دیں اور اس لیے بھی ہم زندگی کو پسند کرتے ہیں اور زندگی اس کے قبضۂ قدرت ہے ۔

ابھی آ رہے تھے بس میں ، سے آگے بڑھے ۔ وہاں کوئی کا فرشتہ راستے میں تھا ، بس کار آئی ، ایک آدمی سڑک عبور نے لگا ، ضرب میں آ گیا ، وہیں گیا ۔ گھر والے انتظار میں ہوں گے وہ کیا ارادے دل میں رکھتا تھا ۔ اس نے جلدی کی تاکہ جلدی پار کر کے پہنچ جاؤں مگر وہیں ہو گئی ۔ زندگی اللہ کے قبضۂ میں ہے ، نہ بادشاہ اپنی زندگی سکتا ہے نہ غریب کی زندگی گھٹ ہے ۔ عزت اور ذلت اس کے میں ہے ۔ چھین لے تو ایوب سے بڑھا دے مدت کراڑی کی ، کافرہ (اندرا گاندھی کی) وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ۔ (بقرہ ، ۲۴۷) ۔۔۔ تو سا وہ پہلو ہے ہماری زندگی کا پہلو میں ہم اللہ تعالیٰ سے ایک کے لیے بھی بے نیاز ہو سکتے ہیں؟ جب زندگی کے ہر سانس میں زندگی کی ہر ضرورت میں ہم تعالیٰ کے محتاج ہیں اور ہمارے کام بلاواسطہ خدا کے قبضۂ میں ہیں تو پھر سب سے محبت اُسی محبوب حقیقی اور حقیقی کے ساتھ ہونی چاہیے ۔ لیے فرمایا کہ اگر محبت میری تو فَاتَّبِعُوْنِیْ ، حضرت محمد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرو ۔

اب حضورؐ کے اتباع کے لیے ایک مشکل صورت ہے کہ بس پڑھ لیں تو اتباع ہو گیا؟ رکھ لی تو اتباع ہو گیا ؟ تہجد پڑھ لی تو اتباع ہوگیا ؟ حج کر آئے تو متبع بن گئے ؟ عمرہ ادا کر لیا تو اتباع ہوگیا؟ قربانی کر لی ، صدقۂ فطر دے دیا ۔ اشراق پڑھ لی ، تسبیحیں پڑھ لیں تو اتباع ہو گیا ؟ تو کیا کوئی محدود احاطہ ہے اور عملوں کی کوئی خاص معین ، گنی ہوئی فہرست ہے ؟ نہیں آپؐ کی ساری سیرت اُمت کے لیے کامل نمونہ ہے ۔ اس لیے حضور علیہ السلام کی پاک سیرت کو سامنے رکھ کر ، اُن کی پاک اور مبارک زندگی کے ہر نمونے کو اپنے اندر نقل کرنے کی کوشش کرنا ، یہ خدا تک پہنچنے کا ذریعہ اور خدا کے ہاں محبوب بننے کا وسیلہ ہے ۔ اس لیے فرمایا فَاتَّبِعُوْنِیْ اُس پاک سیرت میں جو ایک نہایت وسیع باغ کی مانند ہے جہاں ہر قسم کے خوبصورت ، خوش رنگ اور خوشبودار پھول موجود ہیں ۔

ہم ایک چیز اپنے سامنے رکھ کر دیکھتے ہیں کہ ہمارے اندر اُس پاک روشنی کا کچھ عکس موجود ہے ؟ اگر ہے تو کتنا ہے ؟ اُن صفات میں سے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بخشی ہیں ایک صفت ہے زہد ۔ انبیائے کرام زہد کی صفت میں نمایاں اور دوپہر کے سورج کی طرح چمکدار ہوتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد انبیاء کرام میں ایسا نمایاں تھا جیساکہ ستاروں کے اندر سورج نمایاں ہوتا ہے ۔ ہم جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں تو بچوں کے لیے بھی پسند کرتے ہیں ، بیگم صاحبہ کے لیے بھی پسند کرتے ہیں ، آپا کے لیے ، چھوٹے بھائیوں کے لیے ، ابا اماں کے لیے بھی پسند کرتے ہیں ۔ اکیلے نہیں کھا لیتے بلکہ زیادہ لیتے ہیں ۔ بچے بھی کھا لیں ، بیوی بھی کھالے ، بہن بھی کھالے ، بھائی بھی کھالے ۔ اماں جان کو بھی دے دیں ۔۔۔ تو زہد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند تھا ۔ پاک زندگی کے ہر گوشے میں چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح زہد کی نورانیت نظر آتی ہے ۔ وہ زہد نہیں رہا اس لیے دنیا کے اندر تاریکی چھا گئی ہے ۔ حضورؐ کا تہبند مبارک موٹی پنڈلی تک ہوتا تھا ۔ دستار مبارک بھی اسی طرح سادہ اور مختصر ہوتی تھی ۔ نعلین مبارک بھی اتنی کہ نیچے سے پاؤں نہ جلیں اور اگر اوپر گرد و غبار پڑتا ہے تو پڑتا رہے ۔ یعنی تسمے سے اوپر تھے ۔ خوراک میں زہد دیکھو کہ گھر تشریف لے گئے ، فرمایا کچھ کھانے کے لیے ہے ۔ جواب ملا " حضورؐ ! روٹی ہے سالن نہیں ہے ، نمک ہے "۔ هٰذَا الْخُبْزُ وَ هٰذَا الطَّعَامُ ۔۔۔ یہ روٹی ہے اور یہ نمک سالن کی جگہ ہے ۔۔۔ تو خشک روٹی نمک کے ساتھ کھا لی اور پانی پی لیا ۔ اور اللہ کا شکر ادا کیا ۔ اگر نمک بھی نہیں ہے کھجوریں ہیں تو فرمایا " چلو ٹھیک ہے ۔ کھجوروں کے ساتھ ہی روٹی کھا لیں گے "۔ اگر نمک بھی نہیں اور کھجوریں بھی نہیں تو کہا گیا کہ حضورؐ ! سرکہ موجود ہے " فرمایا " یہ تو بہترین سالن ہے ، یہ معمولی چیز تو نہیں ہے "۔ اور اگر اطلاع ملی کہ آج گھر میں صرف پانی موجود ہے تو فرمایا اِنَّمَا اَنَا صَآئِمٌ ۔ چلو آج ہمیں روزہ ہے ۔ مکان کا زہد بھی دیکھ لیں ۔ مدینہ عالیہ میں جب تشریف لاتے تو مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی ۔ ساتھ ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لیے حجرے بھی بنائے گئے ۔ وہ حجرے کتنے رقبے میں تھے ؟ اور وہ کتنے بلند تھے ؟ بلند تو اتنے تھے کہ کھڑے ہونے چھت کو ہاتھ لگ سکتا تھا اور درازی اتنی تھی کہ ایک دیوار کے ساتھ اگر سر ہے تو دوسری دیوار کے ساتھ قدم ہیں ۔ یہ سادگی تھی اور یہ دنیا کے عیش و آرام سے بے رغبتی تھی ۔ سیدالکونینؐ ہیں لیکن جب دنیا سے تشریف لے گئے تو یقین کیجیے ، سیرت کا مطالعہ کرنے والوں سے پوچھیے کہ آپؐ نے اپنے رہنے کے لیے کوئی مکان چھوٹا سا بھی بنایا تھا ؟ یہ تو حجرے جو تھے ،

چونکہ امام اعظم میں دین حنیف اور ملت حنیفیہ کی خدمت کا جذبہ و شوق شروع ہی سے تھا۔ اور اسی جذبہ و شوق کی بنا پر آپ نے تمام فنون کی تکمیل کے بعد فن کاری کے لیے علم الشرائع کو اپنایا جس کے ذریعے پورے دین کی خدمت ہو سکے۔ میری مراد علم الفقہ ہے۔ اس لیے آپ نے ان ہی لطیف احساسات کے اظہار کی خاطر تفاؤل کی بنا پر اپنی کنیت ابو حنیفہ تجویز فرمائی اصل میں ابوالملۃ الحنیفہ ہے۔ حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر نے زمخشری کے حوالے سے لکھا ہے۔ وَتَّدَ اللّٰہُ الْاَرْضَ بِالْاَعْلَامِ الْمُنِیْفَۃِ کَمَا وَتَّدَ الْحَنِیْفَۃَ بِعُلُوْمِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔ اَلْاَئِمَّۃُ الْجِلَّۃُ الْحَنَفِیَّۃُ اَزِمَّۃُ الْمِلَّۃِ الْحَنَفِیَّۃِ اَلْجُوْدُ وَالْحِلْمُ حَاتِمِیٌّ وَاَحْنَفِیٌّ وَالدِّیْنُ وَاَھْلُہٗ حَنِیْفِیٌّ وَحَنَفِیٌّ۔ (اللہ تعالیٰ نے زمین کو بلند پہاڑوں سے جکڑ دیا اور دین حنیف کو علوم ابی حنیفہ کے ذریعے مضبوط بنا دیا۔ ائمہ احناف ہی ملت حنیفیہ کی باگیں ہیں۔ جیسے سخاوت حاتمی اور حلم احنفی ہے۔ ایسے ہی دین حنیفی اور علم حنفی ہے۔ الروض الباسم ج ۱ ص ۱۵۹)

طبقہ امام اعظمؒ: ابن خلکان لکھتا ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پایا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ اور عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کو کوفہ میں حضرت سہل بن الساعدی کو مدینہ منورہ میں اور حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ کو مکہ مکرمہ میں حافظ ذہبی خود امام صاحبؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے انس بن مالکؓ صحابی کو بہت دفعہ دیکھا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ ان کے ساتھ اور بہت سے دیگر حفاظ حدیث نے حضرت انسؓ کی روایت تسلیم کی ہے۔ اختلاف جو کچھ ہے وہ روایت کے ثبوت اور عدم ثبوت میں ہے۔ ہمارے نزدیک ایک ایسے شخص سے متعلق جو صحابہ ہی کے عہد میں پیدا ہوا ہو۔ روایت تو درکنار رؤیت کا دعویٰ بھی بعید نہیں۔ بلکہ بہت قرین قیاس تھا لیکن کیا کیا جائے جن پر امام صاحبؒ کا اولاد احرار ہونا بھی تکلیف دہ ہو۔ ان پر آپ کا طبقہ تابعین میں شمار ہونا کیوں نہ شاق ہوتا اس لیے یہ بھی ایک معرکۃ الآراء مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔ متوسط قول یہ ہے۔ کہ روایت سے تو انکار نہ کیا جائے اور روایت کا قطعی طور پر دعویٰ نہ کیا جائے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ افراط تفریط کا میدان ہے +

حصول علم: زفر بن ہذیل روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے امام اعظمؒ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے علم کلام کا پہلے اتنا شوق تھا کہ میں اس علم میں شہرۂ آفاق ہو گیا تھا۔ حماد بن ابی سلیمان کا حلقہ درس میرے قریب تھا۔ ایک دن اتفاق سے میرے پاس ایک عورت آئی اور اس نے مجھ سے یہ مسئلہ پوچھا کیا ایک شخص کی بی بی باندی ہے۔ وہ سنت کے موافق اُسے طلاق دینا چاہتا ہے۔ وہ کتنی طلاقیں دے میری سمجھ کچھ نہ آیا کیا جواب دوں۔ میں نے کہا حماد سے پوچھ اور واپس آکر مجھے بھی بتا دینا وہ عورت حماد کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تو جماع کرنے سے قبل۔ اُسے صرف ایک طلاق دینا چاہیئے۔ جب دو حیض اور گزر جائیں تو پھر وہ اپنا دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ اس عورت نے واپس آکر مجھ سے اُن کا جواب بیان کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ علم کلام بھلا کس کام کی چیز ہے۔ تو میں حماد کی خدمت میں حاضر ہو گیا وہ مسائل بیان کرتے میں اُن کا سماع کرتا اور یاد رکھتا جب دوسرے دن وہ تشریف لاتے پھر اُن کا اعادہ فرماتے تو اُن کو معلوم ہوتا کہ میں نے اُن مسائل کو صحیح ضبط کیا ہے۔ اور اُن کے دوسرے تلامذہ نے غلطیاں کی ہیں۔ اس لیے حضرت حماد نے فرمایا کہ میرے سامنے صدر مقام پر ابو حنیفہؒ کے سوا اور کوئی شخص نہ بیٹھے۔ دس سال مسلسل بلکہ اُن کی وفات تک میں اُن کے ساتھ رہا۔ حضرت حماد کے فرزند فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میرے والد کسی سفر میں باہر تشریف لے گئے تھے جب واپس تشریف لائے تو میں نے دریافت کیا کہ اس اثناء میں آپ کو زیادہ یاد کس کی رہی۔ میرا خیال تھا وہ یہی فرمائیں گے تیری لیکن انہوں نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کا نام لیا اور فرمایا کہ اگر مجھے یہ قدرت ہوتی کہ میں ابو حنیفہؒ سے ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی [illegible] جدا نہ کروں تو نہ کرتا +

روایت مذکورہ سے یہ معلوم [illegible] ہے کہ امام صاحبؒ کی عمر کا ابتدا[illegible] حصہ علم کلام میں صرف ہوا ہے۔ اس [illegible] زمانہ تلمذ ہی سے آپ کی کنیت ابو حنیفہ تھی۔ اسی روایت سے امام صاحب[illegible] کے صحت ذوق۔ سلامتی فطرت [illegible] حافظے کی قوت کا بھی اندازہ کیا جا سک[illegible] ہے۔ آپ کے صرف درس حدیث [illegible] کے صدر نشین نہ ہونے سے یہ خیال ق[illegible] کر لینا کہ آپ کا حفظ کمزور تھا بہت سطحی نظر ہے +

حافظ ذہبی الامام الحافظ سعد بن کد[illegible] سے جو زمانہ طالب علمی میں کوفہ [illegible] اندر امام صاحبؒ کے ساتھی ہیں۔ [illegible] نقل کرتے ہیں۔

"میں امام اعظمؒ کا رفیق مدرسہ تھا۔ وہ علم حدیث کے طالب علم بنے تو حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے۔ یہی حال زہد و تقویٰ میں ہوا اور فقہ کا معاملہ تو ہمارے سامنے ہے۔"

(حوالہ مناقب ذہبی ص ۲۷)

علمی جامعیت: امام ابو جعفر [illegible] نے بکار بن قتیب[illegible] کے حوالہ سے امام ابو عاصم کی زبانی روایت [illegible] کیا ہے کہ ہم مکہ مکرمہ میں امام ا[illegible] کے پاس رہتے تھے۔ آپ کے پا[illegible] ارباب فقہ اور اصحاب حدیث کا ہجوم [illegible] گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ایسا کو[illegible] شخص نہیں ہے۔ جو صاحب خانہ کو [illegible] کہ ہم سے ان لوگوں کو ہٹوائے۔

(مقدمہ اعلاء السنن ص ۲۲)

حافظ ابن عبدالبر نے مشہور محدث [illegible] یزید بن ہارون کا امام اعظمؒ کے متعلق [illegible] یہ تاثر نقل کیا ہے۔

"میں نے ہزار محدثین کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا ہے۔ اور ان میں اکثر سے احادیث لکھی ہیں۔ لیکن ان سب میں سب سے زیادہ فقیہ سب سے زیادہ پارسا اور سب سے زیادہ عالم صرف پانچ ہیں۔ اُن میں اولین مقام ابو حنیفہ کا ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ الانتصار ص ۱۹۳)

شداد بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ میں[illegible]

کی شمع سامنے رکھ کر کرتے لیکن جب اپنا ذاتی کام کرتے تو اس کو بجھا کر اپنا ذاتی چراغ روشن کر لیتے تھے۔ ایک بار ایک ملازم نے ایک ماہ تک وضو کا پانی سرکاری خزانہ کی لکڑیوں سے گرم کیا۔ آپ کو معلوم ہوا تو اتنی لکڑیاں خرید کر باورچی خانہ میں داخل کر دیں۔

ایک بار بیت المال سے مشک نکال کر آپ کے سامنے رکھا گیا آپ نے اس خوف سے ناک بند کر لی کہ اس کی خوشبو دماغ میں پہنچ جائے گی۔

ایک بار ایک شخص نے آپ کی خدمت میں کچھ کھجوریں روانہ کیں۔ جب کھجوریں آئیں تو آپ نے پوچھا۔ کس چیز پر لائے ہو؟ اس نے کہا۔ ڈاک کے گھوڑوں پر۔ چونکہ ڈاک کا تعلق سرکاری چیزوں سے تھا اس لیے حکم دیا ان کو بازار میں فروخت کر دو۔ ایک آدمی نے ان کو خرید کر دوبارہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے کچھ کھجوریں کھا لیں باقی گھر بھیج دیں لیکن ان کی قیمت بیت المال میں جمع کر دی۔

حضرت سفیان ثوری کہا کرتے تھے کہ خلفائے راشدین چار نہیں، پانچ تھے۔ پانچویں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز تھے۔

آپ کے انتقال کے بعد جب عبدالملک کا بیٹا یزید بادشاہ بنا تو اس نے اپنی بہن فاطمہ سے دریافت کیا۔ اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تمہیں واپس کر دیا جائے — فرمانے لگیں۔ جب میں ان کی زندگی میں اس سے خوش نہ ہوئی تو ان کے مرنے کے بعد اس سے کیا خوش ہوں گی۔ مرض الموت میں آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس مرض کے متعلق کیا خیال کیا جاتا ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ لوگ اسے جادو سمجھ رہے ہیں — آپ نے فرمایا یہ نہیں۔ پھر ایک غلام کو بلایا اس سے پوچھا کہ مجھے زہر دینے پر کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا۔ اس نے کہا۔ سو دینار دیے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ دینار لے آ۔ وہ لے آیا۔ آپ نے ان کو بیت المال میں داخل فرما دیا اور اس غلام سے فرمایا۔ تو ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے — انتقال کے وقت مسلمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ آپ نے اولاد کے ساتھ ایسا کیا جو کسی نے بھی نہیں کیا ہوگا۔ آپ کے تیرہ بیٹے ہیں اور ان کے لیے نہ کوئی روپیہ آپ نے چھوڑا نہ پیسہ۔ آپ نے فرمایا۔ ذرا مجھے بٹھا دو۔ بیٹھ کر فرمایا۔ میں نے ان کا کوئی حق نہیں دبایا اور جو دوسروں کا حق تھا وہ ان کو دیا نہیں — پس اگر وہ صالح ہیں تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ خود ان کا کفیل ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ (وہی متولی ہے صلحاء کا) اور اگر وہ گنہگار ہیں تو مجھے ان کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علمی و فقہی مقام

علمی جامعیت اور فضل و کمال کی عظیم شخصیت!

بشیر احمد شاد، متعلم جامعہ رشیدیہ ساہیوال

نام کنیت اور لقب

نام نعمان کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔ آپ کی پیدائش ۸۰ھ مطابق ۶۹۹ء میں ہوئی۔ ابن حجر مکی نے امام ابو حنیفہؒ کو یہ کہہ کر اسم بامسمیٰ کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ نعمان لغت میں دراصل اُس خون کو کہتے ہیں جس پر بدن کا تمام ڈھانچہ قائم ہے۔ اور جس کی وجہ سے جسم کی پوری مشینری حرکت کرتی ہے۔ اس لیے روح کے لیے بھی نعمان استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ امام اعظمؒ کی ذات گرامی اسلام میں قانون سازی کے فن کے لیے محور اور اُس کے مدارک و مشکلات کے لیے مرکز ہے۔ اسی لیے آپ کا نام نعمان ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ فَاَبُوْحَنِيْفَةَ بِهٖ قِوَامُ الْفِقْهِ — (ابو حنیفہ فقہ کا آسرا ہیں) الخیرات الحسان صفحہ سرخ اور خوشبودار گھاس کو بھی نعمان کہتے ہیں۔ اور امام صاحب کی کمالاتی مہک اور لہک سے اسلامی زندگی کا ہر گوشہ متاثر ہے۔ طابت خلالہٗ وبلغ الغایۃ کمالہٗ۔ عادات میں پاکیزگی اور کمال انتہا کو پہنچ گیا۔ ابو حنیفہ کو امام اعظم کہنے والے صرف حنفی ہی نہیں بلکہ یگانے اور بیگانے سب ہی اُن کو اسی لقب کے ساتھ پکارتے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ذہبی نے تذکرہ میں، حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر نے الروض الباسم میں اور ملک العلماء عزالدین بن عبدالسلام نے قواعد الاحکام میں اسی لقب کے ساتھ پکارا ہے۔ اور کیوں نہ پکاریں جبکہ بقول حافظ محمد بن ابراہیم آپ کی علمی بزرگی۔ عدل۔ تقویٰ اور امانت تواتر سے ثابت ہے۔ اور آپ کا علمی مقام تمام عالم اسلام میں شرقاً و غرباً ۱۵۰ھ سے آج تک علماء میں مانا ہوا ہے۔

آپ کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ لغت میں حنیفہ۔ حنیف کا مؤنث ہے۔ حنیف اُسے کہتے ہیں۔ جو سب سے جدا ہو کر صرف اللہ کا ہو جائے۔ اسی بنا پر تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حنیف کہتے ہیں۔ امام اعظم نے یہ کنیت اپنے لیے کیوں تجویز فرمائی ہے جہاں تک میرا خیال ہے۔ یہ صرف تفاؤل کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے۔ جیسے عموماً ابوالمحاسن۔ ابوالحسنات۔ ابوالکلام وغیرہ کنیتیں رکھی جاتی ہیں۔ ورنہ اس نام کی آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں ہے وَلَا يُعْلَمُ لَهٗ ذَكَرٌ وَلَا اُنْثٰى غَيْرَ حَمَّادٍ (آپ کی کوئی لڑکی نہیں اور نہ حماد کے سوا کوئی لڑکا ہے۔)

تاکہ کوئی اشتباہ نہ رہے۔

حضرت ابوذرؓ کا جواب

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ ایک رات میں باہر نکلا، کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے چلے جا رہے ہیں، میں نے بھی چاند کے سائے میں چلنا شروع کر دیا۔ آپ نے التفات فرمایا تو مجھے دیکھا فَقَالَ مَنْ هٰذَا؟ یہ کون ہے؟ فَقُلْتُ اَبُوْ ذَرٍّ۔ میں نے کہا ابوذر۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس کی روایت کردہ مشہور حدیث میں ہے کہ جبریل امین آپؐ کی معیت میں آسمان کے جس دروازہ پر پہنچتے اور کھولنے کے لیے کہتے۔ فرشتے پوچھتے مَنْ هٰذَا؟ قَالَ جِبْرِيْلُ: قِيْلَ: وَمَنْ مَّعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) کون؟ کہتے جبریل پھر پوچھا جاتا۔ آپ کے ہمراہ کون ہیں؟ وہ کہتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

سلام کلام چھوڑنا

ارشادِ نبوی ہے:

لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ، فَيُعْرِضُ هٰذَا وَ يُعْرِضُ هٰذَا وَ خَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ تین رات سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق رکھے۔ یہ بھی جائز نہیں کہ جب دو مخالف اکٹھے ہو جائیں تو ایک دوسرے سے منہ موڑ لے۔ ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (صحاح۔ النسائی)

آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ۔ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال ملنا چھوڑے رکھا گویا اس نے اس کا خون کر دیا۔ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں ہے:

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ وَّ اثْنَيْنِ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ امْرِءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا مَنْ كَانَتْ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيَقُوْلُ اُتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مالک)

ہر جمعرات اور پیر کے دن (بندوں کے) اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اس دن ہر شخص کو جس نے اللہ کے ساتھ ذرا بھی شرک نہ کیا ہو، بخش دیتا ہے سوائے ان دو شخصوں کے کہ جن میں عداوت ہوتی ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے۔ ان کو ابھی رہنے دو، جب تک آپس میں صلح نہ کر لیں۔

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فیض محمد انصاری، بھکر

سہیل بن صدقہ کا بیان ہے۔ امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیزؒ جب خلیفہ ہوئے تو ان کے گھر سے شور اُٹھا۔ لوگوں نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ معلوم ہوا گھر میں جتنے لونڈیاں غلام تھے سب کو آزاد کر دیا گیا ہے۔ ان سے کہا گیا ہے۔ اب مجھ پر وہ بوجھ پڑا ہے کہ تم سب سے بے پروا ہو گیا ہوں۔ اب جو آزادی کا خواہشمند ہے، وہ آزاد ہے۔ جو رہنا چاہے صرف اس شرط پر رہ سکتا ہے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ بیوی شہزادی فاطمہ کا بیان ہے۔ خلافت کے بعد جب بھی گھر آتے نماز پڑھتے اور روتے رہتے۔ جب نیند کا غلبہ ہوتا جائے نماز پر ہی سو رہتے۔ پھر وہی رکوع و سجود وہی گریہ زاری یہاں تک کہ صبح ہو جاتی خلیفہ وقت نماز پڑھانے آتے جامع دمشق جیسی شاندار مسجد دلہن کی طرح بنی سجی ہوئی اور امام وقت کا یہ حال ہوتا کہ جسم پر گت کے کپڑے تک نہ ہوتے آگے پیچھے پیوند لگے ہوتے ایک آدمی سے رہا نہ گیا ایک مرتبہ راستے میں پکڑ کر بولا۔ امیرالمومنین! اللہ نے آپ کو سب کچھ دیا ہے۔ آپ اچھا لباس تیار کرا لیجئے۔ آپ دیر تک سر جھکائے خاموش کھڑے رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ مالداری اور خوشحالی میں سنبھل کر رہنا اور قوت اور حکومت حاصل ہو تو معاف کر دینا زیادہ افضل و برتر ہے۔

بنو امیہ کے خلفاء کا دستور تھا کہ تین سو دربان اور تین سو پولیس کے سپاہی ہمیشہ امیرالمومنین کے محل پر حاضر رہتے۔ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو فرمایا۔ مجھے تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں، خدا میری حفاظت کریگا اور موت کی یاد گناہوں سے بچائے گی خدا مجھے اقتدار کے ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔ ابو امیہ اکثر گھر میں آتے جاتے تھے۔ انہیں اکثر کھانے پر روک لیا جاتا تھا۔ مسلسل مسور کی دال کھاتے کھاتے ابو امیہ نے کہا۔ ہر وقت دال، یہ کیا؟ شہزادی فاطمہ نے جواب دیا۔ اے بیٹے! تمہارے امیرالمومنین کا تو کھانا ہی یہی ہے ؎

خدا نے اس کو دیا ہے شکوہ سلطانی
کہ جس کے فقر میں ہے حیدری و کراری

آپ نے باوجود خلیفہ ہونے کے کبھی اپنے آپ کو عام مسلمانوں سے برتر نہیں سمجھا۔ ایک بار ایک لونڈی آپ کو پنکھا جھل رہی تھی کہ اسی حالت میں اس کی آنکھ لگ گئی۔ انہوں نے خود پنکھا لے لیا اور اس کو جھلنے لگے۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو بہت پشیمان ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ تو بھی میری طرح ایک انسان ہے۔ میری طرح تجھے بھی گرمی لگتی ہو گی۔

رات کو خلافت کا کام بیت المال

قرآن کریم فرما رہا ہے کہ یہ حجرے حضورؐ کے نہیں تھے بلکہ ہر حجرہ کی ملکیت ازواج مطہرات کو حاصل تھی۔ کوئی ایسا حکمران پیش کرو جس نے دنیا کے لیے سب کچھ بنایا ہو اور اپنا رُخ انور سب سے پھیر لیا ہو۔

غریبو! تمہاری بھلائی اور تمہاری سعادت تو اسی نمونے میں تھی لیکن بدبختی ہے تمہاری کہ کوئی کسی کی طرف گیا کوئی کسی طرف اور اسلام سے روگردانی کر لی۔ اب اس کا عذاب بھی بھگتنا ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نصیب فرمائے۔ تاکہ ہم اس نمونہ کو اپنا کر اللہ تعالےٰ کی محبت کی دولت سے مالا مال ہو سکیں۔ آمین!

★

آدابِ ملاقات

حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم اے (عربی علوم اسلامیہ، اردو، فارسی)

کس طرح اجازت لی جائے؟

ایک شخص آپؐ کے مکان پر آیا اور داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے اپنے خادم کو فرمایا۔ اُخْرُجْ اِلٰی ھٰذَا فَعَلِّمْہُ الْاِسْتِئْذَانَ فَقُلْ لَہٗ قُلْ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَاَدْخُلُ فَسَمِعَ الرَّجُلُ ذٰلِکَ فَقَالَ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَاَدْخُلُ؟ فَاَذِنَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ — اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اجازت حاصل کرنے کا طریقہ سکھاؤ۔ اسے کہو کہ پہلے السلام علیکم کہے پھر آنے کی اجازت طلب کرے۔ اس شخص نے سن لیا اور کہا السلام علیکم کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ پس آپؐ نے اسے اجازت دی اور وہ اندر آگیا۔

مکان کے باہر کھڑے ہوکر آوازیں دینا

اگر آدمی کسی کو ملنے کے لیے جائے تو اسے باہر کھڑے ہو کر زور زور سے آوازیں دینا اسلامی نقطۂ نظر سے ناشائستگی ہے — قرآن مجید میں ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ بے شک وہ لوگ جو تمہیں کمروں سے باہر کھڑے ہو کر زور زور سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل سے عاری ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دروازہ ناخنوں سے آہستگی کے ساتھ کھٹکھٹاتے تھے۔ (اسلام اور آداب معاشرت بحوالہ تفسیر روح البیان)

تین اوقات میں ملاقات نہ کی جائے

قرآن حکیم نے ہمیں تلقین کی ہے کہ تین اوقات ایسے ہیں کہ ان میں کسی کے ہاں جانا مناسب نہیں۔ حتیٰ کہ بچوں اور غلاموں کو بھی، جو ہر وقت گھر میں آتے جاتے رہتے ہیں اجازت لینی چاہیے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ط مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ الظَّھِیْرَۃِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّکُمْ۔ تین اوقات فجر کی نماز سے پہلے اور جب دوپہر کے وقت تم کپڑے اتار لیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین تمہاری پردہ داری کے اوقات ہیں۔

جب بچے بڑے ہوجائیں وہ بھی اجازت لیں

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْکُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا کَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۔ (الآیہ)

اور جب پہنچیں لڑکے تم میں سے بلوغ کی حد کو تو ان کو ویسی ہی اجازت لینی چاہیے جیسے لیتے رہے ہیں ان سے اگلے۔

یعنی لڑکا جب تک نابالغ ہے تین وقتوں کے سوا باقی اوقات میں بلا اجازت بے آ جا سکتا ہے جس وقت حد بلوغ کو پہنچا پھر اس کا حکم ان ہی مردوں جیسا ہو گیا جو اس سے پہلے بالغ ہو چکے ہیں اور جن کا حکم پیشتر آیت یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا میں آچکا ہے۔

غور فرمائیے اس آیت کے ترجمہ پر بغیر اجازت داخل نہ ہو۔ انگریزی زبان کا یہ محاورہ NO ADMISSION WITHOUT PERMISSION یہاں سے نہیں لیا گیا تو اور کہاں سے لیا گیا ہے؟

کون کے جواب میں میں

حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر آیا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپؐ نے پوچھا۔ مَنْ ھٰذَا؟ یہ کون ہے؟ فَقُلْتُ اَنَا، میں نے کہا میں ہوں۔ فَقَالَ اَنَا اَنَا؟ کَاَنَّہٗ کَرِھَھَا — آپؐ نے فرمایا۔ میں؟ میں؟ گویا کہ آپؐ کو یہ جواب پسند نہ آیا۔ (بخاری و مسلم)

کون کے جواب میں میں کہنا کافی نہیں ہے۔ اگر آواز کی شناخت نہ ہو سکے تو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ یہ میں کس کی ہے۔ پھر بعض اوقات آواز کی صحیح پہچان بھی نہیں ہو سکتی۔ پس دروازہ کھٹکھٹانے والے کو "میں" کی جگہ نام بتانا ضروری ہے

نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔ مکی بن ابراہیم نے امام صاحبؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔ وکیع فرماتے ہیں کہ میں کسی عالم سے نہیں ملا جو امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ فقیہہ ہو اور اُن سے بہتر نماز پڑھتا ہو۔ نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ لوگ فقہ کے علم سے بے خبر پڑے ہوئے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے آکر انہیں بیدار کر دیا ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتے واقعی یہ بات ہے۔ کہ ابو حنیفہ سے بہتر فقہ ہم نے کسی کی نہیں سُنی اور اس لیے اُن کے اکثر اقوال ہم نے بھی اختیار کر لیے ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ فتوے میں یحییٰ بن سعید کوفیوں کا قول اختیار کرتے تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے علم فقہ میں مہارت حاصل کرنا ہو اسے لازم ہے۔ کہ ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ کو نہ چھوڑے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں ان کے محتاج ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں۔ کہ فقہ تو بس امام ابو حنیفہ ہی کی ہے۔ جعفر بن ربیع کہتے ہیں۔ کہ میں پانچ سال ابوحنیفہ کی خدمت میں رہا اُن جیسا خاموش انسان میں نے نہیں دیکھا۔ ہاں جب اُن سے کوئی فقہ کا مسئلہ پوچھا جاتا تو اس وقت کھل جاتے اور دریا کی طرح بہنے لگتے تھے۔ عبداللہ بن داؤد فرماتے ہیں۔ کہ اہل اسلام پر فرض ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد امام ابو حنیفہ کے لیے دعا کیا کریں اور ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے امت کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں اور مسائل فقہ جمع کر کے رکھ دیے ہیں۔ روح بن عبادہ کہتے ہیں کہ میں ابن جریج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انہیں امام صاحبؒ کی وفات کی خبر پہنچی انہوں نے فوراً اِنا للّٰہ کہا اور فرمایا افسوس کیسا عجیب علم جاتا رہا۔ امام اعظمؒ نے سربراہ حکومت عباسیہ ابو جعفر منصور دوانیقی کے سامنے بر سرِ دربار بتایا ہے۔ ربیع بن یونس کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ امیر المومنین ابو جعفر منصور کے پاس تشریف لے گئے اُس وقت دربار میں امیر کی خدمت میں عیسیٰ بن موسیٰ بھی موجود تھے۔

عیسیٰ نے امیر المومنین کو مخاطب کر کے کہا اے امیر المومنین ھٰذا عالِمُ الدُّنیا الیَومَ (یہ آج تمام دنیا کے عالم ہیں) ابو جعفر منصور نے امام اعظمؒ سے دریافت کیا کہ اے نعمان تم نے کن لوگوں کا علم حاصل کیا ہے۔؟ امام صاحب نے فرمایا کہ امیر المومنین میں نے فاروقِ اعظمؓ۔ علی مرتضیٰؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین کا علم حاصل کیا ہے۔ ابو جعفر نے کہا کہ آپ تو علم کی ایک مضبوط چٹان پر کھڑے ہیں۔ (تاریخ بغداد)

امام ابو حنیفہؒ اور علمِ حدیث:۔

امام ابوداؤد نے اپنی سُنن میں پانچ لاکھ احادیث میں سے منتخب کر کے چار ہزار آٹھ سو احادیث ذکر کیں پھر ان سے چار کا انتخاب کیا کہ انسان کو اپنے دین پر عمل کرنے کے لیے صرف یہ چار حدیثیں کافی ہیں۔ ۱؎ اِنَّمَا الاَعمالُ بِالنِّیاتِ عبادات کی درستگی کے لیے ۲؎ من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ عمر عزیز کے گرانقدر لمحات کی حفاظت کے لیے۔ ۳؎ لا یومن احدکم حتّٰی یحبّ لاخیہ ما یحب لنفسہٖ حقوق العباد کی صحیح طور پر ادائیگی کے لیے ۴؎ الحلال بیّنٌ والحرام بیّن وما بینھما متشبہات فمن اتقی الشبہات فقد استبرء لدینہٖ۔ مشتبہات سے بچنے کے لیے۔ اگرچہ یہ بات امام ابوداؤد کی طرف منسوب ہو کر مشہور ہوئی۔ مگر ان سے پہلے امام اعظم نے اپنے صاحبزادے حمادؒ سے فرمایا تھا کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث میں سے پانچ احادیث منتخب کی ہیں پھر ان مندرجہ بالا احادیث کے ساتھ پانچویں حدیث المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ ویدہٖ بیان فرمائی تھی۔ امام ابوداؤد چونکہ امام اعظمؒ کے بڑے مداحین میں سے ہیں۔ ممکن ہے یہ بات انہوں نے انہیں کے انتخاب سے کہی ہو۔

امام اعظمؒ کے متعلق نبویؐ پیشگوئی

آپ کے پردادا کا نام فارس ہے۔ اس لیے آپ کا نسل فارس سے ہونا یقینی ہے۔ فارس کے بارے میں صحیحین

اور جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ کے حوالے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے۔ اسی صحبت میں سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ نے یہ آیت پڑھی وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ یہ دوسرے کون ہیں۔؟ جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی پوچھنے والے نے یہی سوال پھر دوسری مرتبہ کیا۔ سہ بارہ کیا تب آپ نے حضرت سلیمان فارسی کے کندھے پر دست مبارک رکھ دیا اور فرمایا کہ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ۔ (اگر ایمان کہکشاں میں بھی ہو گا تو اُن کے کچھ آدمی ضرور اُسے پالیں گے)

انگریزوں کے ہولناک مظالم

لرزہ خیز واقعات

لوگوں کو توپ کے منہ پر باندھ کر گولے سے اڑا دیا جاتا

قیدی بنا کر ان کے جسم گرم تانبے سے داغ دیے گئے

انگریز حکمرانوں کے مظالم ◎ انگریزوں کی زبانی

ایک توپ میں بہت زیادہ بارود بھری ہوئی تھی۔ جب ایک شخص کو اس کے سامنے لا کر رکھا گیا اور توپ چل گئی تو اس شخص کے سینکڑوں ٹکڑے ہوا میں اڑ گئے اس کا سر تماشائیوں میں سے ایک کو جا لگا۔ اور کئی آدمیوں پر خون کے چھینٹے پڑے۔

جنرل نکلسن جسے ہم ایامِ طفولیت میں دیوتا کی طرح پوجتے تھے ایڈورڈ کو ایک خط میں لکھتا ہے۔ کہ ہمیں ایک قانون بنانا چاہیے جس کی رُو سے ہم انگریز عورتوں اور بچوں کے قاتلوں کو زندہ جلا سکیں اور زندہ ہی ان کا چمڑہ اتار سکیں۔ محض پھانسی دینے سے ہمارا جذبۂ انتقام ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ میں چاہتا ہوں کہ دنیا کے ایسے کونے میں ہوں جہاں قانون کو اپنے ہاتھ میں لے سکوں۔ مشرقی ممالک کا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک لوگوں پر گورنمنٹ کا دبدبہ اور خوف طاری نہ ہو جائے تب تک اس کے فوائد کی قدر نہیں کی جاتی۔

کوپر جو امرتسر کا ڈپٹی کمشنر تھا لکھتا ہے۔ پنجاب کے تمام افسر ظلم کرنے میں ابتداء کرتے تھے تاکہ لوگ ڈر جائیں اور انتقام لینے کی جرأت نہ کر سکیں۔

ٹامسن نے سرہنری کاٹن کو چند مسلمان قیدیوں کے متعلق مندرجہ ذیل واقعہ سنایا تھا:-

شام کے وقت ایک سکھ اردلی آیا اور سلام کر کے کہا۔ میرے خیال میں حضور قیدیوں کو دیکھنا چاہتے ہوں گے۔ میں فوراً حوالات چلا گیا وہاں جا کر دیکھا کہ قیدی زمین پر بندھے ہوئے پڑے ہیں اور بالکل برہنہ اور آخری سانس لے رہے ہیں۔ ان کے جسم کے ایک ایک حصے پر تانبا گرم کر کے نشان کئے گئے تھے۔ مجھے ان کی حالت پر رحم آیا اور پستول سے قتل کر دیا تاکہ جان کنی کی تکلیف سے بچ جائیں۔

جب کاٹن نے یہ دردناک واقعہ سنا تو اس سے پوچھا پھر تم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جنہوں نے یہ وحشیانہ حرکت کی؟ ٹامسن نے جواب دیا۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔

وحشیانہ قتل و نہب

تحریکِ آزادی ۱۸۵۷ء کے دنوں میں ہر ہندوستانی سپاہی کے خلاف الزام تھا کہ اس نے انگریز بچوں اور عورتوں کے قتل میں مدد دی ہے۔ خواہ وہ کسی جگہ پر ہو اور کتنا ہی بے علاقہ ہو۔ اگر کوئی دہلی میں قتل کیا گیا تو لاہور اور پشاور کے ہندوستانی سپاہی بھی قابلِ گرفت تھے۔

ایک چشم دید گواہ لیفٹیننٹ مجنڈی بیان کرتا ہے۔ ایک دفعہ سکھ اور انگریز ایک زخمی قیدی کو سنگینوں سے مار رہے تھے لیکن کوئی ضرب مہلک ثابت نہ ہوئی۔ اس واسطے دو تین لکڑیاں جمع کر کے آگ جلائی گئی اور اسے اس آگ میں پھینکا گیا۔ سکھ اور انگریز یہ خوفناک منظر بڑے مزے لے کر دیکھ رہے تھے

رسل نے بھی جو ٹائمز لندن کا نامہ نگار تھا اس واقعہ کی تصدیق کی ہے۔ بلکہ وہ کہتا ہے میں نے اس قیدی کی جلی ہوئی ہڈیاں بھی اس جگہ دیکھی تھیں۔ سب سے پہلے اسی رسل نے ان وحشیانہ حرکات اور مظالم پہ صدائے احتجاج بلند کی۔ چنانچہ وہ اپنی ڈائری میں لکھتا ہے یہ انتقامانہ سزائیں مثلاً مسلمانوں کو سؤر کے چمڑے میں ڈال کر سی دینا اور قتل کرنے سے پہلے ان کے منہ میں سؤر کی چربی ڈالنا اور ہندوؤں سے ان کے خلافِ مذہب حرکات کرانا، انسانیت کے خلاف اور تہذیب سے گری ہوئی حرکتیں تھیں۔ ان سزاؤں سے بڑے خوفناک نتائج پیدا ہوں گے جو ہمارے واسطے مہلک ثابت ہوں گے۔

جب ان مظالم کی حد ہو گئی تو گورنر جنرل نے ۳۱ر جولائی ۱۸۵۷ء کو ایک مفصل حکم جاری کیا جس کی رُو سے دیہات کا جلانا اور نہتے لوگوں کو بغیر ثبوت کے سزا دینا ممنوع قرار دیا گیا۔ ان افسروں سے سزائے موت کے اختیارات بھی چھین لیے گئے جنہوں نے اندھا دھند یہ اختیارات برتے تھے۔ ۲۸ اگست کو جان گرانٹ صوبجات وسطی میں گورنر بنا کر بھیجا گیا تاکہ الٰہ آباد اور دیگر مقامات پر بے شمار آدمیوں کی پھانسی کی سزا ملتوی کر دے۔ انگریزوں نے کیننگ اور گرانٹ کے خلاف بہت شور مچایا۔ کیونکہ انہوں نے بہت سے آدمیوں کو پھانسی سے بچایا تھا۔

ایک دفعہ اگست کے دنوں میں ایک انگریزی فوج دیہات جلا کر واپس آ رہی تھی، راہ میں چند وفادار سپاہی مل گئے مگر انہیں بھی سنگینوں سے مار دیا گیا ۔ یہ مسلّمہ امر ہے کہ بہت سے سپاہی محض خوف کی وجہ سے بھاگ گئے اور پھر بغاوت پر مجبور ہو گئے ۔ اگر ہم نے ابتدا میں مظالم نہ کیے ہوتے تو فساد دور تک نہ پھیلتا اور لوگ رحم و انصاف سے مایوس ہو کر باغی نہ ہو جاتے ۔

ایک پادری کی بیوہ بڑے فخر سے لکھتی ہے، اس نے بہت سے قیدیوں کو گند صاف کرنے پر مامور کیا لیکن چونکہ یہ کام ان کے مذہب کے خلاف تھا اس لیے سنگینوں کی نوک سے کرانا پڑا ۔ بعض قیدیوں نے بڑی جلدی سے کام شروع کر دیا کیونکہ انہیں خیال تھا کہ وہ اس طرح پھانسی سے بچ جائیں گے لیکن ان کی یہ غلط فہمی فوراً دور ہو گئی ۔ کیونکہ بالآخر سب کو پھانسی دے دی گئی ۔

مجنڈی ایک جگہ لکھتا ہے میں نے وہ رات مسجد (یعنی جامع مسجد دہلی) کی ناکہ بندی میں گزاری اور رات کا بہت سا حصّہ ان قیدیوں کے قتل کرنے میں صرف کیا جو دن کے وقت پکڑے گئے تھے ۔ بہت سے قیدیوں نے مرتے وقت ایسی شجاعت اور متانت دکھائی کہ ہم بھی داد دیے بغیر نہیں رہ سکے ۔"

*

درسِ قرآن

قرآنِ حکیم کی عظمت

از : مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی ——— مرتّبہ : محمد عثمان غنی

(۳)

پہلی سورت جو آپ پڑھ چکے ہیں، وہ ہے سُورتِ بنی اسرائیل یا سُورتِ اسراء ۔ سُورتِ اسراء میں امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہو رہی تھی اس لیے فرمایا تھا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رات کے کچھ حصّے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی ۔ اُس کے متعلق کچھ باتیں باقی تھیں، میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی آج بیان کر دوں +

مسجد اقصیٰ تک امام الانبیاء کو ربّ العالمین نے زمین کی معراج کرائی اور پھر وہاں سے عُرِجَ بِیْ، فرمایا مجھے بیت المقدّس سے آسمانوں پر لے جایا گیا ۔ چونکہ بیت المقدّس بنی اسرائیل کا کعبہ اور قبلہ تھی جتنے انبیاء بنی اسرائیل کے گزرے ہیں وہ اُسی کو اپنا معبد سمجھتے تھے اور اُس کے ارد گرد انبیاء علیہم السّلام کی قبور ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدّس پہنچایا اور بیت المقدّس میں (بخاری وغیرہ کی روایت ہے) فرمایا حضوؐر نے کہ سارے نبی میرے استقبال کے لیے موجود تھے اور مجھے امام بنایا اور سب نبیوں نے میرے پیچھے اقتداء کی ۔ تو وہ جو یومِ الست میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا تھا سب نبیوں سے 'وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط (آلِ عمران ۸۱)

اے گروہ انبیاء و رسل! تمہیں میں کتابیں بھی دوں گا، دین کی سمجھ بھی دوں گا، نبوت اور رسالت بھی دوں گا، لیکن تمہارے پاس میرے سب سے بڑے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائیں گے لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ، تم ضرور اس نبی پر ایمان لانا، اُس عہد کو اللہ تعالیٰ نے عملی شکل میں شبِ معراج میں پورا کیا کہ امام الانبیاء بنے امام اور سب نبی بیت المقدّس میں محمد رسول اللہ کے مقتدی بنے ۔ آج جو مسجد اقصیٰ یہودیوں کے قبضے میں ہے ہمارے لیے بہت بڑا دردناک حادثہ ہے ۔ چودہ سو سال کے بعد ہماری شامتِ اعمال سے، ہماری پیشانی پر جو یہ داغ لگ گیا، اللہ ہمیں قوت دے کہ ہم اِس داغ کو دھو سکیں ۔ میرے بزرگو! یہ معمولی حادثہ نہیں ہے اور یہودیوں کا یہ وہ فتنہ اور منصوبہ ہے کہ جو جو مقامات اُمتِ احمد مختار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں ہیں، اُن مقامات کو اپنے قبضے میں لیں اور پھر توہین اور درندگی کا مظاہرہ کریں ۔ تو بیت المقدّس کے متعلق آپ روز اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں کہ عالمِ اسلامی میں بڑا ہیجان ہے ۔ میرے بزرگو جتنی بھی قربانی، جس طرح سے بھی دی جا سکے، اُس کو فخر سمجھیے، اُس کو شرف سمجھیے اور اپنے آپ کو اس بات کے لیے تیار رکھیے کہ جب کبھی اللہ کی طرف سے یہ بلاوا آئے ہم اپنی جان تک کو مسجد اقصیٰ کے لیے قربان کر دینے کو تیار رہیں ۔ اللہ اگر ہماری قربانیاں قبول کر لے تو یہ خدا کا بڑا احسان ہوگا ۔ آج اگر مسلمان بیدار نہ ہوگا، تو کب ہوگا؟ وہ بیت المقدّس جہاں محمد رسول اللہ امام الانبیاء بنے، آج وہ نہ صرف یہودیوں کے قبضے میں ہے بلکہ وہ اس کو آگ لگا رہے ہیں، اُس کی توہین کر رہے ہیں ۔ یاد رہے اسلام میں سب سے بڑا دینی کام، سب سے بڑا دینی جذبہ یہی ہے +

ساتھ ہی اشارۃً اور بھی عرض کر دوں کہ بعض ہمارے نادان دوست، اس دور میں بھی جبکہ عرب ایک مصیبت میں مبتلا ہیں، اُن کے خلاف لب کشائی کرتے رہتے ہیں، یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے، میرے بزرگو! یاد رکھو اعرابیوں

ہوئے جو غلطیاں ہوئیں وہ ان کی سزا بھگت رہے ہیں لیکن اس وقت انہیں طعنے دینا کہ عربوں نے یہ کیا، عربوں نے وہ کیا، عرب ایسے تھے، عرب ویسے تھے، اس کی یہ مثال ہے کہ کسی کا بھائی کنوئیں میں گر جائے تو وہ کہتا ہے "مجھے نکالو، ڈول نیچے ڈالو، رسی پھینکو، مجھے نکالو،" اور یہ کنوئیں کے دہانے پر کھڑا کہتا ہے کہ "تو بڑا بیوقوف ہے، بڑا کم عقل ہے، کیوں چھلانگ لگائی؟" اس کے ساتھ مناظرہ شروع کر دے، وہ کہتا ہے "ابا جی، بھائی صاحب! مجھے باہر تو نکالو، نکال کر پیٹ لو، کوئی بات نہیں، مجھے جہنم سے تو نکالو" ——— آج وہ آگ اور خون میں کھیل رہے ہیں، اُن پر یہودی مسلط ہیں ہماری کتنی بچیاں بیوہ ہو چکی ہیں، کتنی عرب بہنیں دربدر ہو چکی ہیں، چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو بموں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور یہودی صرف عربوں ہی کو نہیں بلکہ عالم اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں اور ہم آج عربوں کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہیں تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ بیمار کا علاج کیجیے، اُس کے بعد جب تندرست ہو جائے تو پھر طعنے بھی دے لیجیے۔ لیکن ایک بیمار کہتا ہے کہ جی میں نے فلاں پھل کھایا، کھاتے ہی بیمار ہو گیا، اُس کا اب حل تو یہ ہے کہ ڈاکٹر کے پاس لے جایئے، کوئی مسہل دیجیے تاکہ تندرست ہو جائے، آپ کہتے ہیں "تو نے کھایا کیوں؟ بتا! تیری ایسی تیسی کروں، بتا تو نے کیوں کھایا؟" ——— وہ کہتا ہے "کھانے کا جواب پھر دوں گا، مجھے صحت تو مل جائے، میرا علاج تو کراؤ" ——— میرے دوستو اور میرے بزرگو! آج کا یہ المیہ بہت بڑا المیہ ہے، میں درخواست کروں گا کہ جس قسم کی بھی آپ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی قربانی پیش کر سکتے ہیں، حدود کے اندر رہ کر، وہ قربانی دینے سے دریغ نہ کریں، اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ میرے جو دوست تہجد پڑھنے والے ہیں وہ سحری کے بعد اللہ سے رو رو کر دعائیں کیجیے کہ یا اللہ! ہم خطاکار ہیں، ہم گنہگار ہیں، ربّ العالمین! دنیا میں اس ذلت سے ہمیں محفوظ رکھ اور اپنا وہ پاکیزہ مقام، بیت المقدس، جہاں پر ہمارے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امام الانبیاء ہونے کا شرف تو نے عطا کیا اُسے یہودیوں کے ناپاک ہاتھوں سے یا اللہ! تو آزاد کرا دے۔

یہ بہت بڑی چیز ہے کہ راتوں کو دعا کی جائے۔ تو یہ دعا بھی اثر کرتی ہے، بلکہ زیادہ اثر کرتی ہے۔ ؎

کچھ فقر و سلطنت میں نہیں امتیاز ایسا
وہ نگہ کی تیغ بازی یہ سپہ کی تیغ بازی

یہ دونو تیغ بازیاں ہیں، اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی دعائیں اور ہر مسلمان کی دعائیں، قبول کر لیتا ہے، آج عرب ہمیں پکار پکار کر کہتے ہیں، وہ فلسطین کے مہاجر، وہ بیوائیں، وہ یتیم بچے کہتے ہیں، جیسا کہ سورتِ نساء میں فرمایا وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ○ (النساء ۷۵)

فرمایا تمہیں کس نے روکا کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کرو جبکہ یہ کیفیت بن چکی ہے کہ کمزور مرد، چھوٹے بچے، بیوائیں، رو رو کر اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ یا اللہ! اپنی طرف سے غائبانہ طور پر، تو ہمارے لیے کوئی ناصر اور مددگار پیدا کر دے۔ دنیا کے سارے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ حدود کے اندر رہ کر اُن عربوں کی مدد کرنے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کریں اور صمیم قلب کے ساتھ اللہ سے دعائیں بھی کیا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ، یہ جو ہماری پیشانی پر چودہ سو سال کے بعد داغ لگ گیا ہے اللہ تعالیٰ اسے دھونے کی توفیق عطا فرمائے +

یہ سورتِ بنی اسرائیل میں بیان ہو رہا تھا کہ صاحبِ قرآن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی ——— اور سورتِ کہف میں مقامِ کتاب بیان ہو رہا ہے! یعنی سورتِ بنی اسرائیل میں حضورؐ کی شان ہے حضورؐ کا مقام بیان ہو رہا ہے۔ اور سورتِ کہف میں کیا ہے؟! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ——— فرمایا سب تعریفیں اُس اللہ کی ہیں جس اللہ نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی۔ تو کتاب کی تفصیلات، کتاب کی عظمت، کتاب کی ہدایات کی برکات کو سورتِ کہف میں بیان کیا۔ ذرا غور فرمایئے وہاں پر کیا ارشاد فرمایا؟ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی، یہ نہیں فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدٍ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِانْعَبد ——— یہاں پر بھی کیا فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ، دیکھیے۔ یہاں بھی فرمایا عَبْدِہٖ۔ اور وہاں بھی فرمایا عَبْدِہٖ — مگر یاد ہے کہ بہت بڑا عقیدہ قرآن بیان فرما گیا۔ عبد اور ہے، اور عبدہٗ اور ہے۔ یعنی انسان، انسانوں کی قسمیں ہیں میرے بزرگو! جیسا کہ ہمارے اکابر علماء دیوبند فرماتے ہیں، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ نے "شہاب ثاقب" میں مثال دی ہے، کہ دنیا میں پتھروں کی بہت سی قسمیں ہیں، یہ جو پتھر عمارتوں میں لگائے جاتے ہیں یہ بھی جمادات میں سے ہیں، لعل اور یاقوت بھی جمادات میں سے ہیں، لیکن وہ پتھر جو عمارتوں میں لگائے جاتے ہیں، جو سڑکوں پر کوٹ کر روڑی بنا کر لگائے جاتے ہیں، وہ پتھر اور ہیں، اور وہ پتھر اور ہے جسے لعل اور یاقوت کہتے ہیں۔ پتھر ہونے میں دونوں برابر ہیں لیکن یاقوت اور لعل اور زمرد کی کیفیت اور، اُس کی قیمت اور، اُس کا مقام اور، اُس کا درجہ اور۔ اسی طرح مولانا مرحوم نے بھی مثال دی، جیسا کہ شہد کی مکھی یہ بھی مکھی ہے اور ہمارے ہاں جو مکھی ہے وہ بھی مکھی ہے، لیکن شہد کی مکھی کی برکات اور، شہد کی مکھی کے متعلق فرمایا قرآن مجید نے يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ط یعنی اُس کے پیٹ سے وہ چیز نکلتا ہوں کہ اُس کے پینے سے لوگوں کو شفاء مل جاتی ہے۔ اور یہاں پر فرمایا اَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (نحل ۶۸) میں نے اُس کے دل میں یہ بات ڈالی، شہد کی مکھی میری ہدایتوں پر چل کر ایسی زندگی گزارتی ہے کہ جو وہ کھاتی ہے

وہ ضائع نہیں جاتا اُس سے شہد جیسی بابرکت چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن عام مکھی کے متعلق حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِی طَعَامِ اَحَدِکُمْ فَامْقُلُوْہُ جب تم میں سے کسی کے کھانے میں مکھی گر جائے، تو تو وہ اپنا ایک پر ڈبوتی ہے دوسرا نہیں ڈبوتی، تم دونوں پروں کو ڈبو کر باہر پھینک دو، اُس کے ایک پر میں خدا نے شفاء رکھی ہے، دوسرے پر میں خدا نے داء (مرض) رکھی ہے۔ اگرچہ ہم مکھی پڑ جائے تو پیالی کی پیالی پھینک دیتے ہیں، اس کی قدر تو بھائی اُن لوگوں سے پوچھئے جن کے ہاں چاء کی پیالی نہیں ملتی۔ اُن سے پوچھئے جو روٹی کو ترس رہے ہیں۔ یاد رہے میرے بزرگو! یہ ساری کی ساری نعمتیں اللہ کی ہیں، ہمارے ہاں جو چائے پکتی ہے، دودھ آتا ہے، گوشت پکتا ہے، کباب وغیرہ جو کھاتے ہیں، اس میرا آپ کا کوئی کمال نہیں ہے، یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں، اگر اللہ چاہے سب کچھ سلب کر لے۔ یہ دینے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ــــ اللہ چاہے تو سب کچھ سلب کر لے، ہر چیز کا حساب ہو گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ خود کما رہے ہیں، قرآن مجید نے کیا فرمایا؟ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ہ (التکاثر۸) فرمایا دنیا میں جو نعمتیں میں نے تم کو دی ہیں، لَتُسْئَلُنَّ یقینی بات ہے، لام تاکیدیہ نون ثقیلہ مشددہ، یہ یقینی بات ہے اے انسانو! تم سے ضرور پوچھا جائے گا ان دنیا کی نعمتوں کے بارے میں ــــ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن چھوٹا گوشت لے کر آ رہے تھے، راستے میں کسی نے پوچھا "عمرؓ! کیا ہے؟" فرمایا "گوشت ہے۔ لَحْمُ الشَّاۃِ"، یہ فرماتے ہی آپؓ رو پڑے ــــ عمر فاروق، جو جابروں کے سامنے کبھی نہیں روئے ہیں، اَشَدُّھُمْ فِی اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ، محمد رسول اللہ فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اللہ کا حکم نافذ کرنے میں سب سے بڑا شدید عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، فرمایا کہ عمر! تو جس گلی سے گزر جاتا ہے، شیطان بھاگ جاتا ہے۔ صحابہؓ کے مقامات ہیں، واقعی اس میں کیا شک ہے۔ تو وہ عمر فاروق نہیں روتا، مگر کب روتا ہے؟ جب ایک دوست پوچھتا ہے کہ عمرؓ! تیرے پاس کیا ہے؟ جواب فرماتے ہیں کہ بکری کا گوشت ہے۔ یہ کہتے ہی آپؓ رو پڑے۔ تو سائل بڑا متحیّر ہوا کہ میں نے کوئی غلط بات تو کی نہیں، روئے کیوں؟ اور عمر جیسا آدمی رو پڑے؟ ــــ پوچھا "حضرت کون سی بات ہے، میں نے کوئی گستاخی تو نہیں کی" ــــ فرمانے لگے "نہیں نہیں، یہ بات نہیں تھی، جب تو نے مجھ سے سوال کیا تو فوراً میرا ذہن قیامت کے سوال کی طرف چلا گیا کہ جب میرا رب مجھ سے پوچھے گا عمرؓ! میرا عطیہ بکری کا گوشت کھا کر، میری نعمت کھا کر، میری کتنی عبادت کی؟ تو عمر کیا جواب دے گا؟"

ان کے متعلق امام الانبیاء نام لے کر فرماتے ہیں اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ، عُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ، عُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ، عَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ، فُلَانٌ فِی الْجَنَّۃِ، دس صحابہ ہیں عشرہ مبشرہ جن کے نام لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے لیکن خدا کے خوف کا یہ حال ہے کہ جب پوچھا گیا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ تو فوراً قیامت کا منظر سامنے آگیا +

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفظِ خوراک کے متعلق فرمایا کہ سبز گھاس پر پیشاب اور پاخانہ نہ کرو کیونکہ وہ چارپایوں کی خوراک ہے، اور فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہڈی کے ساتھ استنجاء خشک نہ کرو فَاِنَّہٗ زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ ــــ اس لیے کہ ہڈی جو ہے، مسلمان جنّوں کی خوراک ہے۔ تم نے ہڈی کے ساتھ جب استنجاء خشک کر لیا اپنی غلاظت ہڈی پر لگا دی تو کلمہ پڑھنے والا جن جب اُس ہڈی کے قریب جائے گا، اُسے نفرت پیدا ہو گی، وہ اُسے کھا نہیں سکے گا، تم نے ایک جنّ کو خوراک سے محروم کر دیا۔ اسلام تو جنّوں کی خوراک کا بھی محافظ ہے۔ اسلام تو چارپایوں کی خوراک کا بھی محافظ ہے۔ اور مسئلہ سُن لیجئے، آج جو روٹی کا [illegible] ہے لوگ کہاں کہاں مارے مارے [illegible] رہے ہیں، اسلام میں سب کچھ موجود ہیں، اللہ ہمیں عمل کی [illegible] عطا فرمائے۔ مسئلہ ہے، ایک سفر میں ہو! اور اُس کے پاس اتنا پانی ہو کہ اگر اُس سے آپ [illegible] کرتے ہیں تو کتا پیاسا مرتا ہے [illegible] شریعت کا حکم ہے، علامہ طحطاوی [illegible] دُرِّ مختار کی شرح میں یہ جزیہ لکھا ہے کہ اُس وقت شریعت کا یہ فیصلہ ہے کہ یوں کیجئے، کُتّے کے لیے پانی محفوظ چھوڑ دیں اور آپ اپنی نماز کے لیے تیمم کر لیں، قرآن نے تیمم کی [illegible] تو اجازت ہے نا۔ تمہارے تیمم کر [illegible] سے نماز میں کوئی حرج نہیں آئے گا اور پانی بچانے سے اللہ کی ایک مخلوق پیاس سے نہ مرے گی، لیکن اگر آپ نے وضو کر لیا، وضو تو آپ نے کر لیا لیکن کتّا جو اللہ کی مخلوق تھی، تمہارا محافظ تھا، وہ بھوک سے مر جائے گا، تو پھر مذہب [illegible] کو بھوک سے مرنے نہیں دیتا، وہ انسانوں کو اور پھر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے کو بھوک سے مرنے دے گا؟ لیکن حضرت عمر فاروق نے ابو عبیدہ بن جراح کو ایک چھٹی لکھی۔ فرمایا "اے ابو عبیدہ! اُس بات کے کہنے میں کوئی فائدہ نہیں جو چل نہ سکے" لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ہ (الصّف ۲) جو ہم نے منہ سے کہا اُسے آج اگر پورا کرتے تو ہمارے یہ بھوک کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے +

تو بات میں عرض کر رہا تھا مکھی پر مکھی کی دو قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ مکھی ہے جو ہم مارتے پھرتے ہیں جراثیموں والی مکھی اور ایک وہ مکھی ہے جسے پالتے ہیں، شہد کی مکھیوں کو پالتے ہیں کہ نہیں پالتے؟ شہد کی مکھیوں کو پالتے ہیں اور دوسری مکھی کو مارتے ہیں اسی طرح میرے بزرگو! انسانوں کے طبقات ہیں۔ ایک عبد ہے اور ایک عبدہٗ ہے۔ محمد رسول اللہ عبدہٗ ہیں میں آپ صرف عبد ہیں۔ سورت بنی اسرائیل کے شروع میں کیا فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔ میں نے

...پنے مخصوص بندے، اپنے ممتاز بندے
اعلیٰ ترین بندے، اپنی کائنات
...چھپے ہوئے بندے جناب محمد
...سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ
...رام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرائی
...ر سورت کہف کے شروع میں کیا
...رمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ
...نے اپنے اسی بندے پر، جسے
...ں نے شب معراج ساری کائنات
کی سیر کرائی، اسی بندے پر میں نے
کتاب بھی نازل کی۔ بندہ بھی
عظیم ترین اور میری کتاب بھی عظیم ترین
...ب اس بندے پر ایمان لاؤ گے، تو
...ب سے عظیم امت بن جاؤ گے۔
...س کتاب پر عمل کرو گے، تو سب
سے عظیم قائد بن جاؤ گے، لیکن
...س عظیم بندے کو قبول نہ کرو گے،
عظیم کتاب پر عمل نہ کرو گے
... دنیا میں ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔
...س لیے فرمایا امام الانبیاء جناب محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ
یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتٰبِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ
اٰخَرِیْنَ ___ اللہ تعالیٰ اس
کتاب کی برکت سے کچھ قوموں
کو بلندی کے معیار پر لے جائیں گے
اور کچھ قوموں کو تنزل پر لے جائیں گے
جو قومیں قرآن کو قبول کر لیں گی وہ دنیا
میں بانظام اور باوقار رہیں گی اور جو
قومیں قرآن سے ہٹ جائیں گی وہ
دنیا میں بھی ذلیل ہو جائیں گی۔ اللہ
مجھے آپ کو عمل کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین!

بقیہ: خطبہ جمعہ

مل گیا، نہیں تو جیسے ہوا
وقت پاس کر لیا)۔ میں نے کہا،
حضرت! میں تو تبرک اور برکت
سمجھتا ہوں۔ یہ آپ نے کیا فرمایا
کہ بھائی! ساگ ہے اور تیل کا
تڑکا ہے ___ یہ زہد تھا سلطان المشائخ
کے کھانے میں ___ اور جو لباس کے
اندر سادگی تھی وہ سب کے سامنے
ہے۔ موضع کلاس والے سے کسی
نے درخواست بھیجی کہ میرا مکان
نیلام ہو رہا ہے۔ بکری بیچ کر کچھ
پیسے پیدا کیے ہیں ایک سو روپیہ
کی ضرورت ہے۔ ایک سو روپیہ وہاں
موضع کلاس والے ہیں بھیج دیا۔
کیمبلپور کے ایک قصبے سے ایک
سائل نے درخواست بھیجی (نام نہیں
لینا)، تو سو روپیہ وہاں بھیج دیا۔
اور انگریز کے دور میں ہزاروں روپے
سرحد پار غازیوں کے پاس، مجاہدین
چمرقند کے پاس بھیجتے رہتے تھے۔
اور رہنے کے لیے وہی مکان تھا
جو کسی نے بطور نذر کے فی سبیل اللہ
پیش کیا تھا۔ انجمن اور مدرسہ کی
جائداد لاکھوں میں لیکن اپنی زندگی
وہی سادہ زندگی تھی۔
تو مسلمانو! زہد بھی انبیاء کرام
کی صفتوں میں اور حضور علیہ السلام
کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے
اگر ہم اس پر عمل کریں (ہم
سے مراد حکومت اور رعایا ہے) تو یہ
سب بیماریاں ختم ہو سکتی ہیں اور نہ
فقط بیماریاں ختم ہو سکتی ہیں بلکہ
دنیا بھر کی آبادیاں پاکستان کا ایک
محلہ بن سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں
حضور علیہ السلام کی دیگر سنتوں کی
طرح اس زہد والی سنت پر بھی
عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

بچوں کے لیے

اسلامی تعلیمات

آخرت، کفر اور نفاق کسے کہتے ہیں؟

بیگم قاضی غلام سرور عزیزہ، کھاریاں

السلام علیکم۔ بچو! آج میں آپ کی خدمت میں آخرت، کفر اور نفاق کے بارے میں کچھ عرض کروں گی۔ جو آپ کے لیے دنیا و آخرت میں باعث افتخار ثابت ہوگی۔

آخرت بچو! مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پانے کا عقیدہ بہت اہم ہے۔ ہماری یہ موجودہ زندگی عارضی ہے اور دوسری زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس لیے آخرت کی زندگی کو دائمی اور ابدی کہا جاتا ہے۔

اس کائنات پر ایک دن ایسا آئے گا جب سب کچھ ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ اور ہر شے ختم ہو جائے گی قرآن مجید میں آتا ہے کہ "اس دن لوگ منتشر اور پریشان پتنگوں کی طرح ہوں گے۔ پہاڑ روئی کی مانند اڑتے پھرتے ہوں گے" (سورہ القارعہ) "زمین ہچکولے کھائے گی۔ اس سے ایسے شدید زلزلے آئیں گے کہ ہر چیز باہر نکل آئے گی۔ انسان حیران پریشان رہ جائیگا کہ زمین کو آج کیا ہو گیا ہے" (سورۃ زلزال) سب کچھ فنا ہو جانے کے بعد انسان دوبارہ اٹھائے جائیں گے ان کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئیگا نہ معاوضہ کام دے گا، نہ کوئی کسی کی مدد کر سکے گا۔ اپنے عمل ہی کام آئیں گے اور جزا و سزا اعمال کے مطابق ہی ملے گی۔ اس عقیدہ کا نام ایمان بالآخرت ہے۔ اسلام نے اسے بنیادی عقیدہ قرار دیا ہے۔ جس شخص کو آخرت یاد رہتی ہے۔ اس کی زندگی ہر قسم کی خرابیوں سے پاک ہو جاتی ہے۔ وہ ہر کام ذمہ داری اور جوابدہی کے احساس سے کرتا ہے۔ اگر آخرت یاد نہ ہو تو پھر انسان "شتر بے مہار" بن جاتا ہے۔ اسے ذمہ داری کا کوئی احساس نہیں رہتا۔ آخرت کا عقیدہ کوئی فرضی اور خیالی بات نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ دنیا میں کتنے ہی ایسے ظالم، چور، ڈاکو اور فریبی ہیں جو دنیا میں پکڑے نہیں جاتے۔ اور کسی کی گرفت میں نہیں آتے۔ اگر آخرت نہ ہو تو انہیں سزا کہاں ملے گی؟ یہ بھی غور کا مقام ہے کہ جس شخص نے ایک گاڑی کو پٹڑی سے اتار کر سینکڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور جس شخص نے خوراک میں زہر ملا کر ہزاروں آدمیوں کی زندگیاں ختم کر دیں۔ اسے ہم یہاں کتنی سزا دے سکتے ہیں؟ یہی کہ پھانسی پر ایک دفعہ لٹکا دیں۔ کیا یہ اتنی جانوں کا بدلہ ہو گیا؟ نہیں۔ آخرت میں اسے پوری پوری سزا ملے گی ۔۔۔ بے شمار نیک بندوں نے خلق خدا کی خدمت کی۔ نیک کاموں سے دنیا کو سنوارا اچھی ایجادوں سے خدا کی مخلوق کو سکھ پہنچایا۔ اپنی قربانیوں سے ملک کو آزاد کرایا۔ وہ اپنی جان پر کھیل گئے اور پیچھے کچھ نہ دیکھ سکے۔ انہیں بدلہ کہاں ملے گا؟ آخرت میں۔ وہاں وہ اس قدر جزا پائیں گے کہ ہم اس دنیا میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ پاک ان سے راضی ہو جائیں گے اور وہ اللہ سے راضی ہو جائیں گے۔

کفر کفر کے لفظی معنی چھپانے اور پردہ ڈالنے کے ہیں۔ کفر کرنا نفاق نہیں کہ کسی کلا... طور پر اس کا استعمال کیا جا... بلکہ یہ گمراہی کی انتہا ہے جس... کوئی انسان گرفتار ہو سکتا ہے... واقعی اس سے بڑی لعنت... ہو سکتی کہ ایک شخص تک حق... پیغام پہنچے اور وہ اسے نہ ما... بلکہ جان بوجھ کر اس کا انکار... دے۔ کسی مسلمان کو تحقیق کیے... کافر کہہ دینا اپنے آپ کو... بنا لینے کے برابر ہوتا ہے... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم... اس بارے میں بہت احتیاط کی تا... فرمائی ہے۔ کافر وہ ہے جو اللہ... اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم... منکر ہے اور دین اسلام کا انکار کر...

نفاق دورخی پالیسی اور ... کے کھوٹ کو نفاق کہتے ہیں۔ اور وہ شخص منافق ہے جو سچے دل سے نہ مانتا ہو۔ زبان سے کلمہ پڑھتا ہو لیکن دل میں یقین نہ رکھتا ہو۔ بظاہر اسلام سے دوستی کا دم بھرتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہو۔ لیکن درحقیقت دل میں وہ کفر رکھتا ہو۔ منافق سے بڑھ کر اسلام کے لیے اور کوئی شخص خطرناک نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لوگ اسلام کے خلاف چھپ چھپ کر سازشیں کرتے ہیں ۔۔۔ عام طور پر ہوا کا رخ دیکھنے والے ابن الوقت لوگ منافق بن جاتے ہیں۔ یہ لوگ نفس کے غلام اور غرض کے بندے ہوتے ہیں۔ جب غرض پوری ہو جاتی ہے تو ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ لوگ ذرہ سی تکلیف اور آزمائش برداشت نہیں کر سکتے فوراً دین سے پھر جاتے ہیں۔

قرآن کریم میں منافقوں کو بدترین مخلوق کہا گیا ہے۔ ان کی سزا عذاب الیم یعنی دردناک عذاب ہے۔ ان کا مقام آخرت میں جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مرض سے بچائے اور کھرا اور سچا مومن بنائے۔ آمین ثم آمین!

★

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۶

منظور شدہ محکمہ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۹۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۶-۲۴۸۱ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹، ۶۷۰-۲-۶ ۵۵ مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۲۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

بدل اشتراک

پاکستان میں

سالانہ ہدیہ ۱۶۔۰۰
ششماہی ” ۸۔۰۰
سہ ماہی ” ۴۔۰۰

انگلینڈ میں

بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ ہدیہ ۶۸۔۰۰
بذریعہ بحری جہاز سالانہ ہدیہ ۳۶۔۰۰

سعودی عرب

بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ ہدیہ ۴۸۔۰۰
بذریعہ بحری جہاز سالانہ ہدیہ ۲۴۔۰۰

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔